جامعۃ المدینہ فیضان غوث اعظم
حیدرآباد

النور المبین

سوالات مع جوابات

طالب علم

محمد حسین عطاری

محمد شاہزیب خانزادہ

محمد رمضان عطاری

شاہنواز ریگستانی

شہزادہ نعیم بلوچ

غلام مرسلین عطاری

غلام محی الدین عطاری

شاہزیب خان

حالات مصنف

مصنف کا نام: محمد بن احمد بن محمد بن جزی الکلبی ہے

آپ کی کنیت: ابو القاسم ہے آپ غرناطہ کے رہنے والے ہیں

آپ کی ولادت: 493 عیسوی اور 693 سن ھجری ہے، آپ نو عمری میں اپنے شہر کی جامع مسجد میں خطیب مقرر ہوئے اور فقیہہ حافظ تھے تدریس کیا کرتے تھے اور کئی کتابیں بھی تحریر کی ہے

آپ کو درج ذیل فنون میں مہارت حاصل تھی

(1) عربی

(2) اصول

(3) قراءات

(4) حدیث

(5) ادب

(6) تفسی

آپ نے درج ذیل اساتذہ سے تعلیم حاصل کی

(1) استاد ابو جعفر بن زبیر سے عربی، فقہ، حدیث، قرآن، کی تعظیم حاصل کی

(2) ابو عبد اللہ بن کماد

(3) ابو عبد اللہ بن رشید

(4)ابو القاسم قاسم بن عبد اللہ بن شاط

آپ کے شاگردوں کے نام درج ذیل ہے

(1)لسان الدین بن خطیب

(2)محمد بن محمد انصاری المعروف ابن خشاب

(3)ابو عبد اللہ شدید

آپکی کچھ تصانیف درج ذیل ہے

(1)تفسیر قرآن آلمانی

(2)التھسیل لعلوم التنزیل

(3)وسیلہ المسلم فی تھذیب صحیح مسلم

(4)القوانین الفقھیہ

(5)النور المبین

اس کے علاوہ دیگر کئی تصانیف ہیں

آپ کی وفات 741ھ میں واقعہ طریف کے اندر آپکی شھادت ہوئی۔

مقدمہ

سوال:اس کتاب کے کتنے اور کون کون سے مقاصد ہیں؟ بیان کیجئے.

جواب:اس کتاب کے تین مقاصد ہیں.

(1)

پہلا مقصد عقائد دین پر دلائل کو ذکر کرنا ہے. تا کہ اس میں نظر کرنے والا شخص تقلید سے علم یقین کی طرف ترقی کر سکے.

(2)

دوسرا مقصد ان تمام دلائل کا یا ان میں سے اکثر کا قرآن سے ماخوذ ہونا ہے کیونکہ قرآن ہی اللہ تبارک و تعالی کی بڑی حجت اور اس کی مضبوط رسی ہے اور اس وجہ سے بھی کہ بیان ہو جائے کہ قرآن میں اولین و آخرین کا علم ہے

(3)

تیسرا مقصد یہ ہے کہ ہم بنیادی مسائل پر اکتفا کریں کہ جن کو شریعت لے کر آئی اور جن کے بارے میں سلف صالحین نے کلام کیا اور ہم اعراض کریں ان سے کہ جو سلف کے بعد جنگ و جدال کے طریقوں میں سے آیا. اور ہم ان امور کے بارے میں کلام کو چھوڑ دیں کہ جن کے سبب فرقوں کے درمیان اقوال میں اختلاف پیدا ہوا تا کہ جو شخص اس کتاب کو حاصل کرے وہ سیدھے اور صاف راستے پر چلنے والا ہو اور قرآن سے دلیل پکڑنے والا ہو

سوال: یہ کتاب کتنے قواعد پر مشتمل ہے؟

جواب: یہ کتاب تین قواعد اور ایک خاتمے پر مشتمل ہے.

پہلے قاعدے میں الہیات کے بارے میں کلام ہے.

دوسرے قاعدے میں انبیاء, ملائکہ, آئمہ یعنی خلفائے راشدین اور صحابہ کے بارے میں کلام ہے۔

تیسرے قاعدے میں اخروی زندگی کے بارے میں کلام ہے

اور خاتمے میں ان نفع بخش چیزوں کا بیان ہے جو کتاب کے مقصد کے مناسب ہیں۔

القاعدة الاولى

فی الکلام فی الالهیات

وفیها اربعة فصول

الفصل الاول

فی اثبات وجود اللہ تعالیٰ

سوال نمبر: اللہ تعالی کے وجود کے اثبات پر نقلی دلائل بیان فرمائیں؟

جواب: اللہ تعالی کے وجود کے اثبات پر بے شمار دلائل ہیں بیشک ہر چیز اسکی ذات کے اثبات وجود پر دلیل ہے اور اسکی ذات کی طرف رہنمائی کرنے والی ہے.

نقلی دلائل: (1)

قولہ تعالیٰ (یایھا الناس اعبدو ربکم الذی خلقکم والذین من قبلکم) (البقرہ 21)

ترجمہ؛ اے لوگو! اپنے رب کی عبادت کرو جس نے تمھیں اور تم سے پہلے لوگوں کو پیدا کیا (پارہ 1)

(2)

قولہ تعالیٰ: (اِنَّ فِیۡ خَلۡقِ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ وَ اخۡتِلَافِ الَّیۡلِ وَ النَّہَارِ وَ الۡفُلۡکِ الَّتِیۡ تَجۡرِیۡ فِی الۡبَحۡرِ بِمَا یَنۡفَعُ النَّاسَ وَ مَاۤ اَنۡزَلَ اللّٰہُ مِنَ السَّمَآءِ مِنۡ مَّآءٍ فَاَحۡیَا بِہِ الۡاَرۡضَ بَعۡدَ مَوۡتِہَا وَ بَثَّ فِیۡہَا مِنۡ کُلِّ دَآبَّۃٍ ۪ وَّ تَصۡرِیۡفِ الرِّیٰحِ وَ السَّحَابِ الۡمُسَخَّرِ بَیۡنَ السَّمَآءِ وَ الۡاَرۡضِ لَاٰیٰتٍ لِّقَوۡمٍ یَّعۡقِلُوۡنَ)(164)

سورۃ البقرہ آیت نمبر 164

ترجمہ؛

بیشک آسمانوں اور زمین کی پیدائش اور رات اور دن کی تبدیلی میں اور کشتی میں جو دریا میں لوگوں کے فائدے لے کر چلتی ہے اور اس پانی میں جو اللہ نے آسمان سے اتارا پھر اس کے

ساتھ مردہ زمین کو زندگی بخشی اور زمین میں ہر قسم کے جانور پھیلائے اور ہواؤں کی گردش اور وہ بادل جو آسمان اور زمین کے درمیان حکم کے پابند ہیں اُن سب میں یقیناً عقلمندوں کے لئے نشانیاں ہیں۔

(3)

قولہ تعالیٰ: وَ مِنْ اٰیٰتِهٖۤ اَنْ خَلَقَكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ اِذَاۤ اَنْتُمْ بَشَرٌ تَنْتَشِرُوْنَ(20)

(الروم پارہ21)

ترجمہ کنزالعرفان:

اور اس کی نشانیوں سے ہے کہ اس نے تمہیں مٹی سے پیدا کیا پھر جبھی تم انسان ہو جو دنیا میں پھیلے ہوئے ہو۔

(4)

قولہ تعالیٰ: اَلَمْ نَجْعَلِ الْاَرْضَ مِهٰدًا(6) وَّ الْجِبَالَ اَوْتَادًا(7) وَّ خَلَقْنٰكُمْ اَزْوَاجًا(8) وَّ جَعَلْنَا نَوْمَكُمْ سُبَاتًا(9) وَّ جَعَلْنَا الَّیْلَ لِبَاسًا(10) وَّ جَعَلْنَا النَّهَارَ مَعَاشًا(11) وَّ بَنَیْنَا فَوْقَكُمْ سَبْعًا شِدَادًا(12) وَّ جَعَلْنَا سِرَاجًا وَّهَّاجًا(13) وَّ اَنْزَلْنَا مِنَ الْمُعْصِرٰتِ مَآءً ثَجَّاجًا(14) لِّنُخْرِجَ بِهٖ حَبًّا وَّ نَبَاتًا(15) وَّ جَنّٰتٍ اَلْفَافًا(16: النبا: پارہ30)

ترجمہ کنزالعرفان:

کیا ہم نے زمین کو بچھونا نہ بنایا؟ اور پہاڑوں کو میخیں۔ اور ہم نے تمہیں جوڑے پیدا کیا۔ اور تمہاری نیند کو آرام کا ذریعہ بنایا۔ اور رات کو ڈھانپ دینے والی بنایا۔ اور دن کو روزی کمانے کا وقت بنایا۔ اور تمہارے اوپر سات مضبوط آسمان بنائے۔ اور ایک نہایت چمکتا چراغ (سورج) بنایا۔ اور بدلیوں سے زور دار پانی اُتارا۔ تا کہ اس کے ذریعے اناج اور سبزہ نکالیں۔ اور گھنے باغات۔

سوال: اللہ تعالیٰ کے وجود کے اثبات پر عقلی دلائل بیان فرمائیں؟

جواب: آسمان و زمین کی تخلیق، آسمان کی بلندی، اس میں چمکتے ہوئے ستارے، اس کا بغیر ستونوں کے قائم ہونا، سورج چاند، ستاروں کے ذریعے اس کی زینت سب اللہ تعالیٰ کی قدرت کی نشانیاں ہیں۔ یونہی زمین اور اس کی وسعت، اس میں موجود پہاڑ، معدنیات، جواہرات، اس میں رواں سمندر، دریا، چشمے، اس سے اگنے والے درخت، سبزہ، پھل، پھول، نباتات، دن ورات کا آنا جانا، دن رات کا چھوٹا بڑا ہونا، سمندر میں بھاری بوجھ کے باوجود کشتیوں کا تیرنا، لوگوں کا اس میں سوار ہونا، سمندری عجائبات، ہواؤں کا چلنا، سمندر کے ذریعے مشرق و مغرب میں تجارت کرنا، سمندر سے بخارات کا اٹھ کر بارش کی صورت میں برسنا، بارش سے خشک اور مردہ زمین کا سرسبز وشاداب ہو جانا، اس پانی اور اس کے ثمرات سے زندگی میں باغ و بہار آنا، زمین میں کروڑوں قسم کے حیوانات کا ہونا، ہواؤں کی گردش، ان کے خواص و عجائبات، یہ تمام چیزیں اللہ تعالیٰ کے علم وحکمت اور اس کی قدرت و وحدانیت پر عظیم دلیلیں ہیں۔ یہ سارا تو ایک قسم کا اجمالی بیان ہے۔ مذکورہ بالا چیزوں میں ہر ایک پر جداگانہ غور و فکر کریں تو اللہ تعالیٰ کی قدرت کے ایسے حیرت انگیز کرشمے نظر آتے ہیں کہ عقلِ انسانی دنگ رہ جاتی ہے۔ کائنات میں انتہائی کثرت سے پائی جانے والی ہوا پر ہی غور کر لیں تو اس میں نجانے کتنی گیسیں، کتنی تاثیرات اور ضروریات انسانی کی کتنی بنیادی چیزیں ہیں۔ صرف یہی دیکھ لیں کہ اگر ہوا نہ ہو تو تمام انسان دس منٹ کے اندر اندر مر جائیں، زمین کے اوپر اور ہوا میں پائے جانے والے جانوروں کی حیات ختم ہو جائے۔ یہ تو قدرتِ الٰہی کی ایک قسم کی صرف ایک تاثیر ہے جبکہ قدرت الٰہی کی کھربوں سے زائد قسموں میں ایک ایک چیز میں کروڑوں عجائبات ہیں۔ کسی زمانے میں آنکھ کو صرف دیکھنے کا ایک آلہ سمجھا جاتا تھا اور علمی ترقی کے ساتھ ساتھ

آنکھ کے ایسے ایسے ظاہری و باطنی، جسمانی و روحانی عجائبات سامنے آرہے ہیں کہ اب صرف آنکھ سے متعلقہ علوم کی اقسام نہ جانے کتنی ہیں اور لاکھوں لوگ اس علم کے ماہر ہونے کے باوجود اس بات کا دعویٰ نہیں کرسکتے کہ ہم نے آنکھ سے متعلق ہر چیز کا علم حاصل کرلیا ہے۔

* اسی طرح بندہ اپنے قریب موجود اشیاء کو دیکھے بلکہ اپنے آپ کو ہی دیکھ لے کہ اس کی ذات میں کیسی عجیب بناوٹ ہے اسی طرح بدن انسان کی تخلیق کو دیکھے کہ وہ حقیر سے پانی سے پیدا ہوا ہڈیوں اور نسوں کی ترکیب بھی عجیب ہے کہ ہر ایک کے فائدہ دینے کی خصوصیت مختلف ہے انسانی عقل کی خصوصیت یہ ہے کہ وہ جانوروں سے جدا ہو جاتا ہے عقل کے سبب دو آنکھوں سے وہ دیکھتا ہے دو ہاتھوں سے پکڑتا ہے وغیرہ یہ تمام چیزیں اللہ تعالیٰ کی ذات کے وجود کے اثبات پر دلالت کرتی ہیں۔

سوال: عالم میں پائے جانے والے موجودات کے اثبات وجود الٰہی ہونے پر عقلی اور نقلی دلائل بیان فرمائیں؟

جواب: عالم میں انسان سے بڑے موجودات ہیں جیسکہ، آسمان، زمین اور انکے علاوہ ان تمام میں عظیم تخلیق ہے اور نایاب حکمتیں ہیں جنکا عقل احاطہ نہیں کرسکتی.

نقلی دلائل:

قولہ تعالیٰ:

ءَاَنْتُمْ اَشَدُّ خَلْقًا اَمِ السَّمَآءُ-بَنٰىهَا(27)رَفَعَ سَمْكَهَا فَسَوّٰىهَا(28)وَ اَغْطَشَ لَيْلَهَا وَ اَخْرَ جَ ضُحٰىهَا(29)وَ الْاَرْضَ بَعْدَ ذٰلِكَ دَحٰىهَا(30)اَخْرَ جَ مِنْهَا مَآءَهَا وَ مَرْعٰىهَا(31)وَ الْجِبَالَ اَرْسٰىهَا(32)مَتَاعًا لَّكُمْ وَ لِاَنْعَامِكُمْ(33) **(النازعات پارہ 30)**

ترجمۂ کنزالعرفان:

کیا (تمہاری سمجھ کے مطابق) تمہارا بنانا مشکل ہے یا آسمان کا؟ اسے اللہ نے بنایا اس کی چھت اونچی کی پھر اسے ٹھیک کیا۔ اور اس کی رات کو تاریک کیا اور اس کے نور کو ظاہر کیا۔ اور اس

کے بعد زمین پھیلائی۔ اس میں سے اس کا پانی اور اس کا چارہ نکالا۔ اور پہاڑوں کو جمایا۔ تمہارے اور تمہارے چوپایوں کے فائدہ کے لئے۔

قولہ تعالیٰ:

لَخَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ اَكْبَرُ مِنْ خَلْقِ النَّاسِ وَ لٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ(57))غافر(پارہ 24)

ترجمہ:

بیشک آسمانوں اور زمین کی پیدائش آدمیوں کی پیدائش سے بہت بڑی ہے لیکن بہت لوگ نہیں جانتے۔

عقلی دلائل:

ہر چھوٹی، بڑی، بے جان، زندہ چیز کو دیکھو ان میں لطیف حکمتیں اور تدبیر ظاہر ہونگی ہر وہ چیز جسے تم سنوگے یا دیکھوگے تو وہ خود اس بات پر یقینی دلیل ہے کہ انکو بنانے والی ذات موجود ہے اور وہ اللہ تعالی کی ذات بابرکت ہے .

سوال: آپ نے کہا کہ تمام موجودات کو اللہ تبارک و تعالی عدم سے وجود میں لایا، تو اس بات پر کیا دلیل ہے کہ تمام موجودات عدم سے وجود میں آئے ہیں، ہو سکتا ہے کہ وہ قدیم ہوں جواب تحریر فرمایئے؟

جواب: اس کے دو جواب دیے گئے ہیں.

(1)

تمام موجودات کی صفات حرکات اور سکنات کے ساتھ تبدیل ہونے والی ہوتی ہیں اور ظاہر ہے کہ جو تبدیل ہو تو وہ قدیم نہیں ہو سکتا اور یہ اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ وہ پہلے نہ تھے بلکہ عدم سے وجود میں آے ہیں۔

(2)

ہر بندہ اپنی ذات کو جانتا ہے اور اپنے غیروں میں مشاہدہ کرتا ہے کہ وہ عدم سے وجود میں آئے اپنے والد سے پہلے وہ نہ تھا جیسے اللہ نے فرمایا: هَلْ اَتٰی عَلَی الْاِنْسَانِ حِیْنٌ مِّنَ الدَّهْرِ لَمْ یَكُنْ شَیْئًا مَّذْكُوْرًا (الدہر:01)(پارہ29)

ترجمہ

: بیشک آدمی پر ایک وقت وہ گزرا کہ وہ کوئی ذکر کے قابل چیز نہ تھا اور فرمایا: وَقَدْ خَلَقْتُكَ مِنْ قَبْلُ وَلَمْ تَكُ شَیْـًٔا (مریم:09)(پارہ 16) ترجمہ: اور میں نے تو اس سے پہلے تجھے پیدا کیا حالانکہ تم کچھ بھی نہ تھے.

اسی طرح بندہ نباتات کا مشاہدہ کرے تو وہ بھی اپنی جڑ میں لگنے سے پہلے نہ تھے پھر وجود میں آئے جیسے اللہ تبارک وتعالی ارشاد فرماتا ہے:

وَ تَرَى الْاَرْضَ هَامِدَةً فَاِذَآ اَنْزَلْنَا عَلَیْهَا الْمَآءَ اهْتَزَّتْ وَ رَبَتْ وَ اَنْۢبَتَتْ مِنْ كُلِّ زَوْجٍۭ بَهِیْجٍ ۔(الحج: 05)(پارہ17)

ترجمہ

: اور تو زمین کو مرجھایا ہوا دیکھتا ہے پھر جب ہم اس پر پانی اتارتے ہیں تو وہ (تر و تازہ ہو کر) لہلہاتی ہے اور بڑھتی ہے اور وہ ہر قسم کا خوبصورت سبزہ اگاتی ہے۔

سوال: ہر متغیر چیز کے حادث ہونے پر کیا دلیل ہے؟

جواب: اس پر حضرت ابراہیم خلیل اللہ نے بھی دلیل پکڑی. جس کو اللہ تبارک و تعالی نے قرآن پاک میں ذکر فرمایا:

فَلَمَّا جَنَّ عَلَيْهِ الَّيْلُ رَاٰ كَوْكَبًاۚ-قَالَ هٰذَا رَبِّیْۚ-فَلَمَّاۤ اَفَلَ قَالَ لَاۤ اُحِبُّ الْاٰفِلِیْنَ(76)فَلَمَّا رَاَ الْقَمَرَ بَازِغًا قَالَ هٰذَا رَبِّیْۚ-فَلَمَّاۤ اَفَلَ قَالَ لَىٕنْ لَّمْ یَهْدِنِیْ رَبِّیْ لَاَكُوْنَنَّ مِنَ الْقَوْمِ الضَّآلِّیْنَ(77)فَلَمَّا رَاَ الشَّمْسَ بَازِغَةً قَالَ هٰذَا رَبِّیْ هٰذَاۤ اَكْبَرُۚ-فَلَمَّاۤ اَفَلَتْ قَالَ یٰقَوْمِ اِنِّیْ بَرِیْٓءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ(78)

اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ حَنِیْفًا وَّ مَاۤ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ (79)

(سورۃ الانعام)(پارہ7)

ترجمہ کنزالعرفان:

پھر جب ان پر رات کا اندھیرا چھایا تو ایک تارا دیکھا، فرمایا: کیا اسے میرا رب ٹھہراتے ہو؟ پھر جب وہ ڈوب گیا تو فرمایا: میں ڈوبنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔ پھر جب چاند چمکتا دیکھا تو فرمایا: کیا اسے میرا رب کہتے ہو؟ پھر جب وہ ڈوب گیا تو فرمایا: اگر مجھے میرے رب نے ہدایت نہ دی ہوتی تو میں بھی گمراہ لوگوں میں سے ہوتا۔ پھر جب سورج کو چمکتا دیکھا تو فرمایا: کیا اسے میرا رب کہتے ہو؟ یہ تو ان سب سے بڑا ہے پھر جب وہ ڈوب گیا تو فرمایا: اے میری قوم! میں ان چیزوں سے بیزار ہوں جنہیں تم (اللہ کا) شریک ٹھہراتے ہو۔ میں نے ہر باطل سے جدا ہو کر اپنا منہ اس کی طرف کیا جس نے آسمان اور زمین بنائے اور میں مشرکوں میں سے نہیں ہوں۔

تو جب آپ نے دیکھا کہ سورج چاند اور ستارے ڈوب گئے اور اپنی حالت سے تبدیل ہو گئے تو آپ نے تبدیلی کو حادث ہونے کی دلیل بنایا. اور عقلا بھی اگر دیکھا جائے. تو جو چیز اپنی پچھلی حالت سے دوسری حالت میں تبدیل ہوتی ہے تو اس کی وہ دوسری حالت پہلے نہ تھی بعد میں آئی، یعنی عدم سے وجود میں آئی. اور جو چیز پہلے نہ تھی بعد میں آئے اسی کو حادث کہا جاتا ہے.

لہذا ثابت ہوا کہ ہر متغیر چیز حادث ہوگی۔

سوال: حضرت ابراہیم نے کہا (قال ھذا ربی) تو آپ نے نبی ہو کر کس طرح ستارے کو اپنا رب کہا جواب عنایت فرمائیں؟

جواب: اس کے دو جواب دیے گئے ہیں:

(1)

یہ بات آپ نے اپنے مکلف اور بالغ ہونے سے پہلے بچپن میں کہی تھی.

(2)

یا تو انہوں نے یہ بات کفار کے رد میں کہی تھی اپنی قوم کے قول کو نقل کرتے ہوئے، گویا کہ یہ فرمایا کہ یہ تمہارا قول ہے کہ یہ میرا رب ہے.

سوال: آپ کے پاس کیا دلیل ہے کہ بننے والی چیزیں کسی بنانے والے کی طرف محتاج ہیں ہو سکتا ہے کہ وہ خود بخود بن گئی ہوں دلائل تحریر فرمایئے؟

جواب: اس کے تین طرح جواب دیے گئے.

(1)

کسی بھی شے کا بذات خود بننا محال ہے کیونکہ بنانے والے کے وجود کا بنائی گئی چیز سے پہلے ہونا ضروری ہے اگر کوئی شے بذات خود ہی بن جائے گی تو خود ہی پر مقدم ہو جائے گی، اور تقدم الشی علی نفسہ (کسی چیز کا اپنی ذات پر مقدم ہونا) محال ہے. اللہ تبارک و تعالی نے بھی اس کے بطلان پر دلیل ارشاد فرمائی:

اَمْ خُلِقُوْا مِنْ غَيْرِ شَيْءٍ اَمْ هُمُ الْخٰلِقُوْنَ ؕ(۳۵)(الطور:35)۔

ترجمہ:

کیا وہ کسی شے کے بغیر ہی پیدا کر دیئے گئے ہیں یا وہ خود ہی (اپنے) خالق ہیں (پارہ 28 سورہ الطور)

اور بندہ اپنے آپ پر ہی خود غور کرے کہ اس کو اپنی ذات علم اپنے وجود سے پہلے نہیں تھا جب اس کو اپنا علم ہی نہیں تھا تو کیسے ممکن ہے کہ وہ خود اپنے آپ کو بنانے والا ہو جائے، اسی طرف اللہ تبارک و تعالی نے اشارہ فرمایا:

مَآ اَشْهَدْتُّهُمْ خَلْقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ لَا خَلْقَ اَنْفُسِهِمْ۪ وَ مَا كُنْتُ مُتَّخِذَ الْمُضِلِّيْنَ عَضُدًا (الکہف:51)(پارہ15)

ترجمہ:

نہ میں نے انہیں آسمانوں اور زمین کو بناتے وقت حاضر رکھا تھا اور نہ خود ان کے بناتے وقت اور نہ میں گمراہ کرنے والوں کو مددگار بنانے والا ہوں.

(2)

چیزوں کی دو قسمیں ہیں ایک وہ کہ جن کے بنانے پر انسان قادر ہے جیسا کہ کتاب عمارت وغیرہ دوسری وہ کہ جن کے بنانے پر انسان قادر نہیں جیسا کہ انسان کی صورت کو پانی سے بنانا. اسی طرح لکڑی سے پھل کو نکالنا، وغیرہ۔

یہ بات ظاہر ہے کہ پہلی قسم کا کوئی نہ کوئی بنانے والا ہے۔ جب آپ کسی بھی کتاب کو دیکھتے ہیں تو آپ جان لیتے ہیں کہ یہ کسی کے بنائے بغیر نہیں بنی تو اسی طرح دوسری قسم کہ جس پہ انسان قادر نہیں ہے وہ تو بدرجہ اولیٰ کسی بنانے والے پر دلالت کرتی ہے کیونکہ اس میں تو حکمت کے کئے آثار بہت زیادہ ظاہر ہیں جیسے اللہ ارشاد فرماتا ہے:

مَا تَرٰى فِيْ خَلْقِ الرَّحْمٰنِ مِنْ تَفٰوُتٍ ؕ فَارْجِعِ الْبَصَرَ ۙ هَلْ تَرٰى مِنْ فُطُوْرٍ (۳) ثُمَّ ارْجِعِ الْبَصَرَ كَرَّتَيْنِ يَنْقَلِبْ اِلَيْكَ الْبَصَرُ خَاسِئًا وَّ هُوَ حَسِيْرٌ (۴) (الملک:3،4)(پارہ29)

ترجمہ:

تو رحمٰن کے بنانے میں کوئی فرق نہیں دیکھے گا پس تو نگاہ اٹھا کر دیکھ، کیا تجھے کوئی سوراخ نظر آتا ہے؟ پھر دوبارہ نگاہ اٹھا کر دیکھ، نگاہ تیری طرف ناکام ہو کر تھکی ماندی پلٹ آئے گی۔

اور فرماتا ہے: اَفَلَمْ يَنْظُرُوْٓا اِلَى السَّمَآءِ فَوْقَهُمْ كَيْفَ بَنَيْنٰهَا وَ زَيَّنّٰهَا وَ مَا لَهَا مِنْ فُرُوْجٍ (ق:6)(پارہ 26)

ترجمہ:

توکیا انہوں نے اپنے اوپر آسمان کو نہ دیکھا ہم نے اسے کیسے بنایا اور سجایا اور اس میں کہیں کوئی شگاف نہیں

(3)

عقل عالم کے وجود کو بھی جائز قرار دے گی اور عالم کے عدم کو بھی جائز قرار دے گی. تو اس کے موجود ہونے پر ضروری ہے کہ کوئی چیز دلالت کرے، جو اس کے وجود کو ترجیح دے اور ظاہر ہے وہ چیز وہ خود نہیں ہو سکتی بلکہ وہ ذات اللہ تبارک و تعالی کی ہی ہے جیسا کہ اللہ نے ارشاد فرمایا: وَرَبُّكَ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ وَ يَخْتَارُ-مَا كَانَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ-سُبْحٰنَ اللّٰهِ وَ تَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ (القصص:68)(پارہ20)

ترجمہ:

اور تمہارا رب پیدا کرتا ہے جو چاہتا ہے اور (جو چاہتا ہے) پسند کرتا ہے۔ ان (مشرکوں) کا کچھ اختیار نہیں۔ اللہ ان کے شرک سے پاک اور بلند و بالا ہے۔

سوال: اس بات پر کیا دلیل ہے کے تمام موجودات کو پیدا کرنے والا اللہ تعالی ہے ؟

جواب: اللہ کے علاوہ کوئی بھی ان مخلوقات کو پیدا کرنے پر قادر نہیں ہے کیونکہ دنیا میں جو بھی موجود چیز ہے یا تو وہ زندہ عاقل ہے جیسا کہ (انسان) یا زندہ غیر عاقل ہے جیسا کہ (جانور) یا بے جان ہے جیسا کہ (زمین، آسمان وغیرہ) تو لہذا اس بات میں کوئی شک نہیں ہے کہ انسان ،پانی سے انسان کی صورت بنانے اور درخت سے پھل نکالنے پر قادر نہیں ہے تو جب انسان جو کے اشرف المخلوقات ہے وہ اس بات پر قادر نہیں ہے تو جانور جو کہ کم تر مخلوق ہے تو وہ تو بدرجہ اولی قادر نہیں ہو گا۔ پھر جب جانور اس پر قادر نہیں ہے تو بے جان تو بدرجہ اولیٰ قادر نہیں ہو گا۔ تو ثابت ہوا کہ تمام مخلوقات کو پیدا کرنے والا اسی کی جنس سے نہیں ہو تا بلکہ

اس کے علاوہ ہوتا ہے بلکہ اس سے بہت بڑا ہوتا ہے یہاں تک کہ اگر تمام انسان، مخلوقات میں سب سے چھوٹی سی چیز مثلا (چیونٹی) کو پیدا کرنے کا ارادہ کرلے تو وہ اسکو بھی نہیں بنا سکتے تو جب وہ چھوٹی سی چیز کو پیدا کرنے سے عاجز ہے تو اس سے بڑی چیز کو پیدا کرنے سے تو بدرجہ اولیٰ عاجز ہونگیں۔ جیسا کہ اللہ کا فرمان ہے:

اِنَّ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَنْ یَّخْلُقُوْا ذُبَابًا وَّ لَوِ اجْتَمَعُوْا لَهٗؕ(73)(پارہ 17 سورہ حج)

ترجمہ: بیشک اللہ کے سوا جن کی تم عبادت کرتے ہو وہ ہرگز ایک مکھی بھی پیدا نہیں کرسکیں گے اگرچہ سب اس کیلئے جمع ہوجائے.

سوال: اس بات پر کیا دلیل ہے کہ اللہ تبارک وتعالی نے اکیلے تمام مخلوق کو پیدا کیا قران سے دلائل بیان کرے؟

جواب: دلائل: اللہ تعالیٰ کا فرمان: اَفَرَءَیْتُمْ مَّا تُمْنُوْنَ ؕ(۵۸) ترجمہ: تو بھلا دیکھو تو وہ منی جو تم گراتے ہو۔

ءَاَنْتُمْ تَخْلُقُوْنَهٗۤ اَمْ نَحْنُ الْخٰلِقُوْنَ(۵۹) ترجمہ: کیا تم اسے آدمی بناتے ہو یا ہم ہی بنانے والے ہیں۔

سے (فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِیْمِ(74) تک ترجمہ: تو اے محبوب تم اپنے عظمت والے رب کے نام کی پاکی بیان کو۔

(پارہ 27 سورہ واقعہ)

آاللّٰهُ خَیْرٌ اَمَّا یُشْرِكُوْنَ ؕ(۵۹) ترجمہ: کیا اللہ بہتر ہے یا ان کے خود ساختہ شریک؟ (پارہ 19 سورہ نمل)

اَمَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ

ترجمہ:

یا وہ بہتر ہے جس نے آسمان وزمین بنائے۔

سے قُلْ هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۶۴ تک۔ ترجمہ: تم فرماؤ: اپنی دلیل لاؤ اگر تم سچے ہو۔ (پارہ 20 سورہ نمل)

وَ لَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ وَ سَخَّرَ الشَّمْسَ وَ الْقَمَرَ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ۔ (پارہ 21 سورہ العنکبوت)

ترجمہ:

تم ان سے پوچھو کہ آسمان اور زمین کس نے بنائے اور سورج اور چاند کو کس نے کام میں لگایا تو ضرور کہیں گے اللہ نے

سوال: اللہ پاک کے وجود کو ثابت کرنے کے لیے انبیاء کرام علیہم السلام کی خبریں بیان کریں ؟

جواب: انبیاء کرام علیہم السلام کے ہاتھ سے وہ معجزات ظاہر ہوئے جس پر ایک عام انسان طاقت نہیں رکھتا۔ جیسا کہ چٹان سے اونٹنی کو نکالنا،، مردہ کو زندہ کرنا،، اور چاند کے دو ٹکڑے کر دینا،، اور انگلیوں کے درمیان سے پانی کو جاری کر دینا،، اور لاٹھی کو سانپ بنا دینا،، تو لہذا اس معبود پر ایمان لانا واجب ہو گیا جس معبود کی طرف انبیاء کرام نے مخلوق کو بلایا اور انبیاء کرام کی تصدیق کرنا بھی واجب ہو گئ۔ اس کے بعد پھر بعض لوگوں نے انبیاء کرام کی تصدیق کی۔ اور ان میں سے بعض نے جھٹلایا تو جنہوں نے جھٹلایا وہ ہلاک ہو گئے جیسا کہ اللہ تبارک و تعالی نے ارشاد فرمایا:

فَمِنْهُمْ مَّنْ اَرْسَلْنَا عَلَيْهِ حَاصِبًاۚ-وَ مِنْهُمْ مَّنْ اَخَذَتْهُ الصَّيْحَةُۚ-وَ مِنْهُمْ مَّنْ خَسَفْنَا بِهِ الْاَرْضَۚ-وَ مِنْهُمْ مَّنْ اَغْرَقْنَاۚ-(پارہ 20 سورہ العنکبوت)

ترجمہ:

توان میں کسی پر ہم نے پتھراؤ بھیجا اور ان میں کسی کو خوفناک آواز نے پکڑ لیا اور ان میں کسی کو زمین میں دھنسادیا اور ان میں کسی کو ڈبو دیا

اور انبیاء کرام علیہم السلام اور جنہوں نے ان کی تصدیق کی وہ نجات پا گئے جیسا کہ اللہ پاک کا فرمان:

ثُمَّ نُنَجِّیۡ رُسُلَنَا وَالَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا۔(پارہ 11 سورہ یونس)

ترجمہ:

پھر ہم اپنے رسولوں اور ایمان والوں کو نجات دیں گے

انبیاء کرام نے جو رب کی طرف مخلوق کو بلایا اس کی صحت پر یہ آیت مبارکہ دلالت کرتی ہے:فَقَدْ كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوْحٍ وَّ عَادٌ وَّ ثَمُوْدُ(۴۲)وَ قَوْمُ اِبْرٰهِیْمَ وَ قَوْمُ لُوْطٍ(۴۳)وَّ اَصْحٰبُ مَدْیَنَۚ-وَ كُذِّبَ مُوْسٰى فَاَمْلَیْتُ لِلْكٰفِرِیْنَ ثُمَّ اَخَذْتُهُمْۚ-فَكَیْفَ كَانَ نَكِیْرِ(۴۴)(پارہ17 سورہ حج)

ترجمہ:

تو بیشک ان سے پہلے نوح کی قوم اور عاد اور ثمود تکذیب کر چکے ہیں۔اور ابراہیم کی قوم اور لوط کی قوم۔اور مدین والے اور موسیٰ کی تکذیب کی گئی تو میں نے کافروں کو ڈھیل دی پھر انہیں پکڑا تو میرا عذاب کیسا ہوا؟

اللہ کے وجود کے ثابت کرنے کے لیے انبیاء کرام علیہم السلام کی خبروں کے صحیح ہونے پر یہ بات بھی دلالت کرتی ہے کہ جب جادوگروں نے موسی علیہ السلام کا معجزہ دیکھا تو فرعون کے جادوگر اللہ پر ایمان لے آئیں۔

سوال:جو انبیاء کرام علیہم السلام کی خبریں کو مانتے ہیں ان پر تو یہ (انبیاء کرام علیہم السلام کی خبریں) حجت ہو گی لیکن جو شریعت کا انکار کرتے ہو ان کے خلاف یہ کیسے حجت ہو گی؟

جواب: انبیاء کرام کے معجزات اور جنہوں نے ان کے معجزات کو جھٹلایا ان کا ھلاک ہونا۔ یہ بات شریعت سے اور شریعت کی علاوہ سے بھی معلوم ہوتی ہے۔ کیونکہ جو بڑے معاملات و واقعات ہے وہ کسی پر مخفی نہیں۔ اور اللہ پاک نے ان معاملات اور واقعات کو قرآن میں بھی ذکر کیا اور ان کے علاوہ دیگر آسمانی کتابوں میں بھی ذکر کیا اور اس کو اھل کتاب، حکماء، مؤرخین، شعراء، اور ان کے علاوہ دیگر لوگوں نے بھی بیان کیا ہے۔۔ تو پتا چلا جو شریعت کا انکار کرتا ہو وہ مورخین اور شعراء کے ذریعے بھی انبیاء کرام علیہم السلام کی خبروں کے سچے ہونے کو پہچان سکتا ہے اور یہ اس کے خلاف حجت ہو گی اور ان کے آثار بھی اس بات کی گواہی دیتے ہیں۔ جیسا کہ اللہ پاک کا فرمان ہے:

قُلْ سِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ ثُمَّ انْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِيْنَ(١١)(پارہ 7 سورہ انعام)

ترجمہ:تم فرمادو: زمین میں سیر کرو پھر دیکھو کہ جھٹلانے والوں کا کیسا انجام ہوا

وَعَادًا وَّ ثَمُوْدَاۡ وَ قَدْ تَّبَيَّنَ لَكُمْ مِّنْ مَّسٰكِنِهِمْ۔(30) (پارہ 20 سورہ العنکبوت)

اور (ہم نے) عاد اور ثمود کو (ہلاک کیا) اور ان کی رہائش کے مقامات تمہارے لئے ظاہر ہو چکے

وَ لَقَدْ اَتَوْا عَلَى الْقَرْيَةِ الَّتِيْۤ اُمْطِرَتْ مَطَرَ السَّوْءِؕ-اَفَلَمْ يَكُوْنُوْا يَرَوْنَهَاۚ -(40) (پارہ 19 سورہ الفرقان)

ترجمہ:

اور بیشک یہ اس بستی پر ہو آئے ہیں جس پر بری بارش کی گئی تو کیا یہ اس بستی کو نہیں دیکھتے تھے۔

سوال: اللہ پاک کے وجود کو فطرت سلیمہ سے ثابت کریں؟

جواب: فکر بدیھی اللہ کے وجود پر دلالت کرتی ہے کیونکہ ہر انسان اپنے آپ کو کسی کا محتاج پاتا ہے کہ میں کسی کا بندہ ہوں اور وہ محسوس کرتا ہے کہ میں رب کے قھر کے تحت ہوں تو وہ پھر

یقینی طور پر یہ بات جان لیتا ہے کہ اتنی بڑی سلطنت کے لیے ضرور کوئی بڑا بادشاہ ہے اور وہ اللہ پاک ہے.

فَاَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّيْنِ حَنِيْفًاؕ-فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِیْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَاؕ(30) (پارہ 21 سورہ الروم)

ترجمہ: تو ہر باطل سے الگ ہو کر اپنا چہرہ اللہ کی اطاعت کیلئے سیدھا رکھو۔ (یہ) اللہ کی پیدا کی ہوئی فطرت (ہے) جس پر اس نے لوگوں کو پیدا کیا

حدیث: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ ہر بچہ فطرت پر پیدا ہوتا ہے

وَ اِذْ اَخَذَ رَبُّكَ مِنْۢ بَنِیْۤ اٰدَمَ مِنْ ظُهُوْرِهِمْ ذُرِّیَّتَهُمْ وَ اَشْهَدَهُمْ عَلٰۤى اَنْفُسِهِمْ اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْؕ-قَالُوْا بَلٰىۚۛ(172) (پارہ 9 سورہ الاعراف)

ترجمہ:

اور اے محبوب! یاد کرو جب تمہارے رب نے اولادِ آدم کی پشت سے ان کی نسل نکالی اور انہیں خود ان پر گواہ بنایا (اور فرمایا) کیا میں تمہارا رب نہیں؟ سب نے کہا کیوں نہیں

اور اگر انسان کشادگی کی حالت میں اللہ سے غافل ہو بھی جائے تو تنگدستی کے حالت ضرور اللہ کی طرف لوٹ کر آتا ہے جیسا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: وَاِذَا مَسَّ النَّاسَ ضُرٌّ دَعَوْا رَبَّهُمْ مُّنِيْبِيْنَ اِلَيْهِ (33) (پارہ 21 سورہ الروم)

ترجمہ:

اور جب لوگوں کو تکلیف پہنچتی ہے تو اپنے رب کو اس کی طرف رجوع کرتے ہوئے پکارتے ہیں

قُلْ مَنْ یُّنَجِّیْكُمْ مِّنْ ظُلُمٰتِ الْبَرِّ وَ الْبَحْرِ تَدْعُوْنَهٗ تَضَرُّعًا وَّ خُفْیَةًۚ(63) -(پارہ 7 سورہ الانعام)

ترجمہ:

تم فرماؤ، وہ کون ہے جو تمہیں خشکی اور سمندر کی ہولناکیوں سے نجات دیتا ہے؟ تم اسے گڑگڑا کر اور پوشیدہ طور پر پکارتے ہو

الفصل الثانی

فی التوحید

سوال :توحید کا معنی بیان کریں؟

جواب :اللہ عزوجل ایک ہی معبود ہے اسکے علاوہ کوئی معبود نہیں اور کوئی اسکا شریک نہیں اسکی کوئی اولاد نہیں اور اسکے والدین و بیوی بھی نہیں ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا:

قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ(1)اَللّٰهُ الصَّمَدُ(2)لَمْ یَلِدْ ﳔ وَ لَمْ یُوْلَدْ(3)وَ لَمْ یَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ(4)(اخلاص)

ترجمہ کنزالعرفان

:تم فرماؤ:وہ اللہ ایک ہے۔اللہ بے نیاز ہے۔نہ اس نے کسی کو جنم دیا اور نہ وہ کسی سے پیدا ہوا۔ اور کوئی اس کے برابر نہیں۔

سوال :اللہ تعالیٰ کی وحدانیت پر نقلی دلائل بیان فرمائیں؟

جواب :قولہ تعالیٰ :واتخذوا من دونہ ءالھۃ لایخلقون شیئا و ھم یخلقون(3) (پارہ 18 سورہ الفرقان)

ترجمہ:

اورلوگوں نے اس کے سوابہت سے معبود بنالئے جوکسی شے کوپیدانہیں کرتے بلکہ خودانہیں بنایاجاتاہے

قولہ تعالیٰ:قل أرءيتم شركاءكم الذين تدعون من دون الله أرونى ماذا خلقوا من الأرض أم لهم شرك فى السموت(40) (پارہ22سورہ فاطر)

ترجمہ:

تم فرماؤ: بھلا اپنے وہ شریک توبتلاؤ جنہیں تم اللہ کے سوا پوجتے ہو، مجھے دکھاؤ کہ انہوں نے زمین میں سے کونسا حصہ بنایاہے یا آسمانوں میں ان کی کوئی شرکت ہے

قولہ تعالیٰ:ھذا خلق اللہ فأرونی ماذا خلق الذین من دونہ(11) (پارہ22سورہ لقمان)

ترجمہ:

یہ تو اللہ کا بنایاہوا ہے تو(اے مشرکو!) تم مجھے کوئی ایسی چیز دکھاؤ جو اللہ کے سوا اوروں نے بنائی ہو۔

سوال:اللہ تعالیٰ کی وحدانیت پر عقلی دلائل بیان فرمائیں؟

جواب: اس پر دلائل چار طریقوں سے ہیں.

(1)

ہر چیز کو ایک ذات نے پیدا کیا کیونکہ ایک ہی کام دو فاعلون سے نہیں ہو سکتا تو ثابت ہوا کہ انکو بنانے والی ذات ایک ہی ہے اور وہ ہے اللہ تعالیٰ کی ذات ہے

(2)

اے کافرو! صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے کی بجائے جن بتوں کی تم عبادت کرتے ہو اور تم انہیں اپنا معبود کہتے ہو یہ بھی اسی طرح اللہ تعالیٰ کے مملوک اور مخلوق ہیں جس طرح تم ہو اوراللہ تعالیٰ کے مملوک و مخلوق کسی طرح پوجے جانے کے قابل نہیں، اس کے باوجود بھی

اگر تم انہیں اپنا معبود کہتے ہو تو تم نفع پہچانے اور نقصان دور کرنے کے سلسلے میں انہیں پکارو ، پھر اگر تم اپنے گمان کے مطابق سچے ہو کہ یہ اس چیز کی قدرت رکھتے ہیں جس سے تم عاجز ہو تو ان بتوں کو چاہیے کہ وہ تمہیں جواب دیں

(3)

اگر ہم دو معبود فرض کریں تو ایک معبود چاہے گا کہ یہ شخص مردہ ہو اور دوسرا معبود چاہے گا کہ یہ شخص زندہ ہو، یا ایک معبود چاہے گا کہ یہ جسم حرکت کرے اور دوسرا چاہے گا کہ یہ جسم حرکت نہ کرے تو یہ صورت تین حال سے خالی نہیں ہو گی

* دونوں کا ارادہ نافذ ہو گا یہ محال ہے کیونکہ ایک ہی شخص زندہ و مردہ نہیں ہو سکتا

* دونوں میں سے کسی کا ارادہ نافذ نہیں ہو گا تو اس صورت میں ان دونوں کا عاجز ہونا لازم آئے گا یہ بھی محال ہے کیونکہ ایک یا تو زندہ ہو گا یا مردہ

* دونوں میں سے کسی ایک کا ارادہ نافذ ہو گا تو جسکا ارادہ نافذ ہو گا وہ معبود کہلائے گا اور دوسرا معبود نہیں کہلائے گا

لہذا ثابت ہوا کہ معبود حقیقی ایک ہی ہے اور وہ اللہ تعالٰی ہی ہے

(4)

اگر ہم دو معبود فرض کریں ہر ایک اپنی مخلوق کے ساتھ دوسرے سے علیحدہ ہو گا ہر ایک کی مخلوق دوسرے کی مخلوق سے جدا ہو گی حلانکہ ہم تو تمام مخلوق کو ایک دوسرے سے ملا ہوا دیکھتے ہیں اور یہ تمام جاری ہیں تدبیر پر اور پختہ تقدیر پر یہ تمام اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ انکا مالک ایک ہی ہے اور وہ اللہ تعالٰی ہے

سوال: نصرانیوں کے حضرت عیسی علیہ السلام کے بارے میں عقائد بیان کریں؟

جواب: بعض نے کہا کہ حضرت عیسی اللہ کے بیٹے ہیں (معاذ اللہ) جیسے اللہ تعالی نے ان کے قول کو بیان فرمایا:

وَقَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا (پارہ 1 سورہ البقرہ: 116)

ترجمہ:

اور مشرکوں نے کہا: اللہ نے اپنے لئے اولاد بنا رکھی ہے.

بعض نے کہا کہ حضرت عیسی ہی اللہ ہیں (معاذ اللہ) جیسے اللہ تعالی نے ان کے قول کو بیان فرمایا:

لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ ؕ (پارہ 6 سورہ المائدہ: 17)

ترجمہ:

بیشک وہ لوگ کافر ہو گئے جنہوں نے کہا کہ اللہ ہی مسیح بن مریم ہے.

بعض نے کہا کہ حضرت عیسی تین خداوں میں سے تیسرے ہیں (معاذاللہ) جیسے اللہ تعالی نے ان کے قول کو بیان فرمایا:

لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ ثَالِثُ ثَلٰثَةٍ ۘ (پارہ 6 سورہ المائدہ: 73)

ترجمہ: بیشک وہ لوگ کافر ہو گئے جنہوں نے کہا: بیشک اللہ تین (معبودوں) میں سے تیسرا ہے

سوال: نصرانیوں کے قول (عیسی ولد اللہ) کے بطلان پر دلائل پیش کریں؟

جواب: عیسائی کہتے ہیں کہ بغیر والد کے کوئی انسان پیدا نہیں ہوا چونکہ حضرت عیسی بغیر والد کے پیدا ہوئے تو وہ اللہ تبارک وتعالی کے بیٹے ہیں (معاذ اللہ)

اس کے بطلان پر چار طریقوں سے دلائل دیے گئے ہیں۔

(1)

حضرت عیسی کا بغیر والد کے پیدا ہونا یہ اس بات کی دلیل نہیں کہ حضرت عیسی اللہ تبارک و تعالی کے بیٹے ہیں کیونکہ حضرت عیسٰی عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام تو صرف بغیر باپ کے پیدا ہوئے جبکہ حضرت آدم عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام تو ماں اور باپ دونوں کے بغیر مٹی سے پیدا کیے گئے تو جب عیسائی انہیں (آدم علیہ السلام کو) اللہ عَزَّوَجَلَّ کی مخلوق اور بندہ مانتے ہیں تو حضرت عیسٰی عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کو اللہ عَزَّوَجَلَّ کی مخلوق و بندہ ماننے میں کیا تعجب ہے؟۔

لہٰذا جیسے حضرت آدم عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام بغیر نطفہ کے پیدا ہوئے ایسے ہی حضرت عیسٰی عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام پیدا ہوئے تو جب حضرت آدم عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام خدا کے بیٹے نہیں ہیں تو حضرت عیسٰی عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام اللہ عَزَّوَجَلَّ کے بیٹے کیسے ہو سکتے ہیں؟ جیسے اللہ تعالی نے فرمایا:

اِنَّ مَثَلَ عِیۡسٰی عِنۡدَ اللّٰہِ کَمَثَلِ اٰدَمَ ؕ خَلَقَہٗ مِنۡ تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَہٗ کُنۡ فَیَکُوۡنُ (پارہ 3 سورہ آل عمران:59)

ترجمہ؛ بیشک عیسٰی کی مثال اللہ کے نزدیک آدم کی طرح ہے جسے اللہ نے مٹی سے بنایا پھر اسے فرمایا: "ہو جا" تو وہ فوراً ہو گیا

(2)

اولاد کے لیے ضروری ہے کہ وہ والد کی جنس سے ہو اور زوجہ کے لیے ضروری ہے کہ وہ زوج کی قسم سے ہو اللہ تبارک و تعالی کی مثل تو کائنات میں کوئی شے ہی نہیں تو پھر اللہ تبارک و تعالی کے لیے اولاد یا زوجہ ماننا سراسر باطل ہوا۔

(3)

زوجہ اور اولاد کی طرف بندہ محتاج ہوتا ہے اور اللہ تبارک و تعالی تو غنی ہے، وہ کسی کا محتاج نہیں. لہذا اللہ تبارک و تعالی کے لیے اولاد اور زوجہ نہیں ہو سکتی. یہی اللہ تبارک و تعالی کے فرمان کا معنی ہے:

قَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا سُبْحٰنَهٗ-هُوَ الْغَنِیُّ-لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِی الْاَرْضِ (پارہ 11 سورہ یونس:68)

ترجمہ:

(کافروں نے) کہا: اللہ نے اپنے لیے اولاد بنا رکھی ہے۔ وہ پاک ہے، وہی بے نیاز ہے، جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے سب اسی کا ہے۔

(4)

اللہ تعالی کے سوا ہر موجود چیز کو اللہ تبارک و تعالی نے پیدا فرمایا، تو حضرت عیسی بھی اللہ تبارک و تعالی کی مخلوق اور اس کے بندے ہوئے اور جو کسی کا بندہ ہوتا ہے وہ اس کی اولاد نہیں ہوتا اور جو اولاد ہو وہ اس کا بندہ نہیں ہوتا کیونکہ بندہ ہونا اور اولاد ہونا دونوں جمع ہو ہی نہیں سکتے نیز کوئی اپنی اولاد کا مالک نہیں ہوتا جبکہ اللہ تعالیٰ تو ہر چیز کا مالک ہے اور جو خود اللہ تعالیٰ کی ملکیت میں ہے تو وہ اس کی اولاد ہرگز نہیں ہو سکتا۔

تبھی اللہ تعالی نے بھی ارشاد فرمایا:

وَ مَا یَنْۢبَغِیْ لِلرَّحْمٰنِ اَنْ یَّتَّخِذَ وَلَدًا ؕ(پارہ 16 سورہ مریم ۹۲)

ترجمہ:

اور رحمٰن کے لائق نہیں کہ اولاد اختیار کرے۔

اِنْ كُلُّ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ اِلَّاۤ اٰتِی الرَّحْمٰنِ عَبْدًا ؕ(پارہ 16 سورہ مریم ۹۳)

ترجمہ:

آسمانوں اور زمین میں جتنے ہیں سب رحمٰن کے حضور بندے ہو کر حاضر ہوں گے۔

سوال: عیسائیوں کے قول کہ "حضرت عیسی ہی اللہ ہیں" اس کے بطلان پر دلائل پیش کیجئے۔

جواب: اس پر بھی چار طریقوں سے دلائل دیے گئے ہیں.

(1)

حضرت عیسی اللہ نہیں ہو سکتے کیونکہ وہ تو خود اللہ تبارک و تعالی کی عبادت کیا کرتے تھے۔

(2)

حضرت عیسی کھاتے پیتے، آپ پر دیگر امور بشریہ طاری ہوتے اور یہ چیزیں اللہ تبارک و تعالی کے لیے جائز نہیں. لہذا حضرت عیسی اللہ نہیں ہو سکتے۔

(3)

عیسائیوں کا عقیدہ ہے کہ حضرت عیسی کو سولی پر چڑھایا گیا اور قتل کیا گیا معاذ اللہ. اگر اسی عقیدے کے مطابق دیکھا جائے تو تب بھی حضرت عیسی اللہ نہیں ہو سکتے کیونکہ اللہ تبارک و تعالی کو موت نہیں وہ تو ہمیں شہ سے زندہ ہے اور زندہ رہے گا۔

(4)

اللہ کے لیے جائز نہیں کہ وہ چھوٹا ہو پھر بڑا ہو حالانکہ حضرت عیسی پہلے چھوٹے تھے پھر بڑے ہوئے لہذا آپ اللہ نہیں ہو سکتے۔

سوال: بعض عیسائیوں کا عقیدہ ہے کہ حضرت عیسی اور حضرت جبرئیل دو خدا ہیں اور تیسرا خدا اللہ تبارک و تعالی ہے معاذ اللہ ثم معاذ اللہ، اور حضرت مریم اللہ کی زوجہ ہیں معاذاللہ ان کے اس قول کے بطلان پر دلائل پیش کیجیے۔

جواب: خدا صرف اللہ ہی ہے. حضرت عیسی خدا نہیں ہو سکتے اور نہ ہی حضرت مریم اللہ کی زوجہ ہیں۔

(1)

کیونکہ وہ دونوں تو خود اللہ تبارک وتعالی کی عبادت کیا کرتے تھے، اس کے لیے نمازیں اور روزے رکھا کرتے تھے. اگر یہ خود معبود ہوتے تو یہ غیر خدا کی عبادت کیوں کر کرتے؟ خود حضرت عیسی نے اس بات کا اعتراف کیا کہ اللہ تبارک و تعالی ان کا رب ہے. جیسے قرآن پاک میں آیا: قَالَ الْمَسِيْحُ يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اعْبُدُوا اللّٰهَ رَبِّيْ وَ رَبَّكُمْ ؕ (پارہ 6 سورہ المائدہ: 72)

ترجمہ:

مسیح نے کہا: اے بنی اسرائیل! اللہ کی بندگی کرو جو میرا بھی رب ہے اور تمہارا بھی رب ہے۔ اور یہ بات انجیل میں بھی موجود ہے جو خود عیسائیوں کے ہاتھ میں ہے.

(2)

حضرت عیسی پر امور بشریہ طاری ہوتے تھے جو کسی معبود پر جاری نہیں ہو سکتے. لہذا وہ خدا نہیں اور خدا ایک ہی ہے.

(3)

اس کے علاوہ بھی جو دلائل توحید، ہم نے دو معبودوں کے وجود کے محال ہونے کے بارے میں پیچھے بیان کیے، وہ بھی اس کے دلائل بن سکتے ہیں کہ اللہ تبارک و تعالی تین خداؤں میں سے تیسرا نہیں بلکہ خدا صرف ایک ہی ہے اور وہ اللہ تبارک و تعالی ہے۔

سوال:بتوں کی عبادت کرنے کے رد پر دلائل بیان کرے؟

جواب:اس پر چار دلائل ہیں۔

(1)

یہ بت پیدا کیے گئے ہیں کیونکہ لوگوں نے خود یہ اپنے ہاتھوں سے بنائے ہیں اور جن کو بنایا جائے وہ معبود نہیں ہوتا۔اسی وجہ سے ابراھیم علیہ السلام نے ان لوگوں کی ملامت کی۔اپنے اس قول کے ساتھ

قَالَ اَتَعۡبُدُوۡنَ مَا تَنۡحِتُوۡنَ ۙ وَ اللّٰہُ خَلَقَکُمۡ وَ مَا تَعۡمَلُوۡنَ(94-95:پارہ 23 سورہ الصفت)

ترجمہ

:فرمایا:کیا تم ان کی عبادت کرتے ہو جنہیں خود تراشتے ہو؟ اور اللہ نے تمہیں اور تمہارے اعمال کوپیدا کیا

(2)

ان بتوں میں رب والی کوئ صفت بھی نہیں ہے جیسے زندہ ہونا،علم والا ہونا، قدرت والا ہونا،اور اس کے علاوہ دیگر صفات ربانیہ بھی نہیں ہے۔تو لہذا یہ کیسے معبود ہوسکتے ہیں۔اسی وجہ سے ابراھیم علیہ السلام نے اپنے چچا سے کہا۔

اِذۡ قَالَ لِاَبِیۡهِ یٰۤاَبَتِ لِمَ تَعۡبُدُ مَا لَا یَسۡمَعُ وَ لَا یُبۡصِرُ وَ لَا یُغۡنِیۡ عَنۡكَ شَیۡـًٔا(42:پارہ 16 سورہ مریم)

ترجمہ

: جب اپنے باپ سے فرمایا :اے میرے باپ !تم کیوں ایسے کی عبادت کرر ہے ہو جو نہ سنتا ہے اور نہ دیکھتا ہے اور نہ تجھے کوئی فائدہ پہنچا سکتا ہے

اور اللہ پاک کا فرمان ہے:قُلْ اَفَرَءَیْتُمْ مَّا تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ اَرَادَنِیَ اللّٰهُ بِضُرٍّ هَلْ هُنَّ كٰشِفٰتُ ضُرِّهٖۤ اَوْ اَرَادَنِیْ بِرَحْمَةٍ هَلْ هُنَّ مُمْسِكٰتُ رَحْمَتِهٖ(38:پارہ 24 سورہ الزمر)

ترجمہ:

تم فرماؤ :بھلا بتاؤ کہ جنہیں تم اللہ کے سوا پوجتے ہو اگر اللہ مجھے کوئی تکلیف پہنچانا چاہے تو کیا وہ اس کی بھیجی ہوئی تکلیف کوٹال دیں گے یا اگر اللہ مجھ پر مہربانی فرمانا چاہے تو کیا وہ اس کی مہربانی کو روک سکتے ہیں)

(03)ان بتوں پر فناءاور ذلت طاری ہوتی ہے جیساکہ ابراھیم علیہ السلام نے بتوں کے ٹکڑے ٹکڑے کردیے تاکہ ان بتوں کی پوجا کرنے والوں کے خلاف حجت قائم ہوجائےاور جب مکہ فتح ہوا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں داخل ہوئے ۔ کعبہ کے اردگرد رسیوں سے بت بندھے ہوئے تھے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ مبارک میں ایک لاٹھی تھی تو آپ اس لاٹھی سے بتوں کی طرف اشارہ کرتے جاتے اور فرماتے) حق آیا اور باطل گیا بیشک باطل تو ہے ہی جانے والا (آپ صلی اللہ علیہ وسلم جس بت کے چہرہ کی طرف اشارہ کرتے تو وہ گدی کے بل گرجاتا اور جس بت کے گدی کی طرف اشارہ کرتے تو وہ منہ کے بل گرجاتا یہاںتکہ کوئی بھی بت باقی نہ بچا ۔

(4)

گزشتہ توحید کے دلائل۔

سوال: مجوسیوں کا دعویٰ اور ان کے رد پر دلائل بیان کریں ؟

جواب: مجوسیوں کا دعویٰ یہ ہے کہ بھلائی نور سے ہے اور برائی ظلمت سے ہے مجوسیوں نے صرف دعویٰ کیا ہے اس پر کوئی دلیل نہیں دی.

رد پر دلائل:

(01)گزشتہ توحید کے دلائل

(2)سورج،چاند،ستارے،روشنی،اندھیرا وغیرہ میں حدوث کے دلائل ظاھر ہوتے ہیں۔اور ان چیزوں کے ڈھلنے، تبدیل ہونے، حادث ہونے،محتاج ہونے، سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ معبود نہیں ہے کیونکہ معبود ان چیزوں سے متصف نہی ہوتا۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ وَ جَعَلَ الظُّلُمٰتِ وَ النُّوْرَ۬ؕ-ثُمَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ یَعْدِلُوْنَ(1: پارہ 7 سورہ انعام)

ترجمہ:

تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جس نے آسمان اور زمین پیدا کئے اور اندھیروں اور نور کو پیدا کیا پھر) بھی (کافر لوگ اپنے رب کے برابر ٹھہراتے ہیں لَا تَسْجُدُوْا لِلشَّمْسِ وَ لَا لِلْقَمَرِ وَ اسْجُدُوْا لِلّٰهِ الَّذِیْ خَلَقَهُنَّ اِنْ كُنْتُمْ اِیَّاهُ تَعْبُدُوْنَ(37:پارہ 24 سورہ حم السجدہ)

ترجمہ:

نہ سورج کو سجدہ کرو اور نہ چاند کو اور اس اللہ کو سجدہ کرو جس نے انہیں پیدا کیااگر تم اس کی عبادت کرتے ہو.

سوال:طبیعت کی تعریف اور طبیعت کی تاثیر کے قائل کے خلاف رد بیان کریں؟(

جواب :طبیعت کی تعریف:

جسم کے اندر قائم وہ خصوصیت جو جسم میں حلول کیے ہوئے ہو.

دلائل:

(1)

جب طبیعت حیات،قدرت،ارادہ کے ساتھ متصف نہیں ہوسکتی تو یہ بات کیسے درست ہوسکتی ہے کہ کاموں کی نسبت ،طبیعت کی طرف کی جائے۔

(2)

اشیاء کا تبدیل ہونا اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ طبیعت غیر مؤثر ہے کیونکہ اس سے صرف ایک قسم ہی صادر ہوتی ہے۔

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءًۚ-فَاَخْرَجْنَا بِهٖ ثَمَرٰتٍ مُّخْتَلِفًا اَلْوَانُهَاؕ(27:پارہ 22 سورہ فاطر)

ترجمہ:

کیا تو نے نہ دیکھا کہ اللہ نے آسمان سے پانی اتارا تو ہم نے اس سے مختلف رنگوں والے پھل نکالے

يُّسْقٰى بِمَآءٍ وَّاحِدٍ -وَ نُفَضِّلُ بَعْضَهَا عَلٰى بَعْضٍ فِى الْاُكُلِ ؕ-(4:پارہ 13 سورہ الرعد)

ترجمہ:

ایک ہی پانی دیا جا تا ہے اور پھلوں میں ہم ایک کو دوسرے سے بہتر بناتے ہیں

الفصل الثالث

فی اثبات صفات اللہ تعالی

سوال :اللہ پاک کی صفات بیان کریں؟

جواب:اللہ پاک کی صفات:اللہ پاک کا زندہ ہونا (ایسا زندہ ہے جسکو کبھی موت نہیں آئے گی) اول ہونا (ایسا اول ہے کہ ہر چیز سے پہلے ہے)آخر ہونا (ایسا آخر ہے کہ ہر چیز کے فناء ہونے کے بعد بھی وہ باقی رہے گا) علم والا ہونا (ایسا علم والا ہے کہ ہر چیز کو جانتا ہے چاہے وہ چیز ظاھر ہو یا پوشیدہ ہو۔

اِنَّ اللّٰہَ لَا یَخۡفٰی عَلَیۡہِ شَیۡءٌ فِی الۡاَرۡضِ وَ لَا فِی السَّمَآءِ(5:پارہ 3 سورہ آل عمران)

ترجمہ:

بیشک اللہ پر کوئی چیز پوشیدہ نہیں ،نہ زمین میں اورنہ ہی آسمان میں

فَعَّالٌ لِّمَا یُرِیۡدُ(107:ھود)

ترجمہ:

ہمیشہ جو چاہے کرنے والا ہے

اور بادشاہ ہونا (ایسا بادشاہ ہے کہ اس کے فیصلے اسکی قدرت اور اسکے چاہت کے بغیر کوئی بھی چیز جاری نہیں ہو سکتی ۔ وہ جو چاھتا ہے وہ ہو جاتا ہے اور جو وہ نہیں چاھتا وہ نہیں ہوتا ۔)قدرت والا ہونا (ایسا قدرت والا ہے کہ وہ ہر چیز پر قادر ہے) کلام کرنے والا ہونا) (سننے والا ہونا)(دیکھنے والا ہونا) ایسا دیکھنے اور سننے والا ہے کہ وہ ہر ہر چیز کو دیکھتا اور سنتا ہے

سوال:اللہ پاک کی صفات کے ثبوت پر دلائل بیان کریں؟

جواب:دلائل:(01)

اللہ پاک کی صفات،صفات کمال وجلال ہے اور ان صفات کے اضداد صفات نقص ہے جیساکہ جاھل ہونا اور عاجز ہونا اور اللہ پاک نقائص سے پاک ہے تو لہذا اللہ پاک کے صفات کو ان صفات کی ضدوں کے ساتھ لانا واجب ہیں

وَيَجْعَلُوْنَ لِلّٰهِ مَا يَكْرَهُوْنَ(62: پارہ 14 سورہ النحل)

ترجمہ:اور اللہ کے لیے وہ ٹھہراتے ہیں جو) خود (ناپسند کرتے ہیں

اور ہر وہ صفت جسکو بندہ اپنے لیے ناپسند کرتا ہے تو اللہ ان صفات سے پاک ہے بلکہ اللہ پاک کو اعلیٰ صفات سے متصف کیا جائے گا ۔

(02)

یہ صفات قرآن وحدیث میں آئی ہے تو لہذا ان پر ایمان رکھنا واجب ہے

اللہ پاک نے اپنی صفت حیات کے بارے میں ارشاد فرمایا:وَتَوَکَّلۡ عَلَی الۡحَیِّ الَّذِیۡ لَا یَمُوۡتُ(58:پارہ 19 سورہ الفرقان)

ترجمہ:

اوراس زندہ پر بھروسہ کرو جو کبھی نہ مرے گا

اور اپنی صفت علم کے بارے میں ارشاد فرمایا

وَاللّٰہُ بِکُلِّ شَیۡءٍ عَلِیۡمٌ(282:پارہ 3 سورہ البقرہ)

ترجمہ:

اور اللہ سب کچھ جانتا ہے

اور صفت ارادت کے بارے میں فرمایا:

اِنَّ رَبَّکَ فَعَّالٌ لِّمَا یُرِیۡدُ(107: 12 سورہ ھود)

ترجمہ:

بیشک تمہارا رب جو چاہتا ہے وہی کرنے والا ہے) پارہ

اور صفت قدرت کے بارے میں ارشاد فرمایا:

وَاللّٰہُ عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ قَدِیۡرٌ(284:پارہ 3 سورہ البقرہ)

ترجمہ:

اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔

اور صفت کلام کے بارے میں ارشاد فرمایا:

وَكَلَّمَ اللّٰهُ مُوْسٰى تَكْلِيْمًا ۚ(164: پارہ 6 سورہ النساء)

ترجمہ:

اوراللہ نے موسیٰ سے حقیقتاً کلام فرمایا۔

اور صفت سماعت و بصارت کے بارے میں ارشاد فرمایا:

اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ بَصِيْرٌ ۚ(75: پارہ 17 سورہ الحج)

ترجمہ:

بیشک اللہ سننے والا، دیکھنے والا ہے

(03)

ہر صفت پر اسکی دلیل سے استدلال کرنا۔

اللہ پاک کی بنائی ہوئی اشیاء میں عجیب و غریب حکمتیں ہیں اور اللہ پاک کی مخلوقات پختہ مخلوقات ہیں جیسا کہ اللہ پاک نے ارشاد فرمایا:الَّذِیْٓ اَحْسَنَ كُلَّ شَیْءٍ خَلَقَهٗ(7:پارہ 21 سورہ السجدہ)

ترجمہ:

وہ جس نے جو چیز بنائی خوب بنائی

اللہ پاک کا مخلوقات میں تصرف کرنا اور اپنی سلطنت میں تدبیر کرنا اور زمین و آسمان کی حفاظت کرنا اللہ پاک کے حیات ہونے پر دلالت کرتا ہے جیسا کہ اللہ پاک نے ارشاد فرمایا(اَلْحَیُّ الْقَیُّوْمُ) اور الْقَیُّوْمُ کا معنی ہے۔ ہر چیز پر قدرت رکھنے اور احاط کرنے کے اعتبار سے قائم ذات.

اور اسکا کسی چیز کو بنانا اسکی قدرت پر دلالت کرتا ہے جیساکہ اللہ پاک نے اس پر تنبیہ کی ہے

وَهُوَ الَّذِیْ خَلَقَ مِنَ الْمَآءِ بَشَرًا فَجَعَلَهٗ نَسَبًا وَّ صِهْرًاؕ-وَ كَانَ رَبُّكَ قَدِیْرًا(54:پارہ 19 سورہ الفرقان)

ترجمہ:

اور وہی ہے جس نے آدمی کوپانی سے بنایا پھر اس کے) نسلی (رشتے اور سسرالی رشتے بنادیے اور تمہارا رب بڑی قدرت والا ہے:لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِۚ-یُحْیٖ وَ یُمِیْتُۚ-وَ هُوَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ(2:پارہ 27 سورہ الحدید)

ترجمہ:

آسمانوں اور زمین کی سلطنت سب اسی کے لیے ہے ،وہ زندگی اور موت دیتا ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

اور اللہ پاک کا مخلوق کو پختہ کرنا اسکے علم و بصارت پر دلالت کرتا ہے

اَلَا یَعۡلَمُ مَنۡ خَلَقَ ؕ(14:پارہ 29 سورہ الملک)

ترجمہ:

کیا جس نے پیدا کیاوہ نہیں جانتا

اللہ پاک کا مخلوقات کو انکی شکلوں اور زمانے کے ذریعے خاص کرنا اسکے ارادہ پر دلالت کرتا ہے

یَھَبُ لِمَنۡ یَّشَآءُ اِنَاثًا وَّ یَھَبُ لِمَنۡ یَّشَآءُ الذُّکُوۡرَ ۙ(49:پارہ 25 سورہ الشوری)

ترجمہ:جسے چاہے بیٹیاں عطا فرمائے اور جسے چاہے بیٹے دے۔

وَرَبُّکَ یَخۡلُقُ مَا یَشَآءُ وَ یَخۡتَارُ ؕ(68:پارہ 20 سورہ القصص)

ترجمہ:

اور تمہارا رب پیدا کرتا ہے جو چاہتا ہے اور) جو چاہتا ہے (پسند کرتا ہے

اللہ پاک کا کتابوں کو نازل کرنا ، کسی چیز کا حکم دینا اور کسی چیز سے منع کرنا اسکے کلام پر دلالت کرتا ہے: فَاَجِرۡہُ حَتّٰی یَسۡمَعَ کَلٰمَ اللّٰہِ(6:پارہ 10 سورہ التوبہ)

ترجمہ:

تواسے پناہ دو حتّٰی کہ وہ اللہ کا کلام سنے

اللہ پاک کا دعا کو قبول کرنا اسکی سماعت پر دلالت کرتا ہے:اَمَّنۡ یُّجِیۡبُ الۡمُضۡطَرَّ اِذَا دَعَاہُ(62:پارہ 20 سورہ النمل)

ترجمہ:

یا وہ بہتر جو مجبور کی فریاد سنتا ہے جب وہ اسے پکارے

مسئلہ:

وہ تمام اچھے نام و بلند صفات اللہ ہی کے لیے ہیں جسکو اللہ پاک نے خود بیان کیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان کیا:

وَلِلّٰهِ الۡاَسۡمَآءُ الۡحُسۡنٰى فَادۡعُوۡهُ بِهَا(180:الاعراف)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا) اللہ پاک کے ننانوے نام ہیں جس نے ان کو یاد کیا وہ جنت میں داخل ہو جائے گا۔

الفصل الرابع

فی تنزیہ اللہ تعالی

سوال: سبحان اللہ کا معنی بیان کریں؟

جواب: اللہ عزوجل پاک ہے اسکے لئے عظمت و جلال ہے اور کمال مطلق پے جس سے وہ ہر عیب سے پاک ہے اور ہر نقص سے بری ہے

سوال: عجز، قصور، غفلت، سونا، خطا، نسیان اللہ عزوجل کے ان تمام چیزوں سے پاک ہونے پر نقلی دلائل تحریر فرمائیں؟

جواب: نقلی دلائل :وَ مَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعْجِزَهٗ مِنْ شَیْءٍ فِی السَّمٰوٰتِ وَ لَا فِی الْاَرْضِؕ-اِنَّهٗ كَانَ عَلِیْمًا قَدِیْرًا(۴۴)(پارہ22سورہ فاطر)

ترجمہ:

اور اللہ کی یہ شان نہیں کہ آسمانوں اور زمین میں کوئی شے اسے عاجز کرسکے۔ بیشک وہ علم والا، قدرت والا ہے۔

*وَ لَقَدْ خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ وَ مَا بَیْنَهُمَا فِیْ سِتَّةِ اَیَّامٍ ﳓ وَّ مَا مَسَّنَا مِنْ لُّغُوْبٍ(۳۸)(پارہ 26سورہ ق)

ترجمہ:

اور بیشک ہم نے آسمانوں اور زمین کو اور جو کچھ ان کے درمیان ہے چھ دن میں بنایا اور ہمیں کوئی تھکاوٹ نہ ہوئی۔

لَاتَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ ؕ (255)(پارہ 3 سورہ البقرہ)

ترجمہ:

اسے نہ اونگھ آتی ہے اور نہ نیند

* -لَا يَضِلُّ رَبِّيْ وَلَا يَنْسَى ۫(۵۲)(پارہ 16 سورہ طہ)

ترجمہ:

میرا رب نہ بھٹکتا ہے اور نہ بھولتا ہے۔

سوال: لغوب کا معنی بیان کریں؟

جواب: لغوب کا معنی تھکاوٹ ہے

سوال: تنبیہ اور نصیحت کی وضاحت تحریر کریں اس انداز سے کہ مفہوم واضح ہو جاے؟

جواب: قرآن مجید اور احادیث مبارکہ میں کئ ایسے الفاظ بھی آے ہیں جنکے ظاھر سے تشبیہ کا وھم ہوتا ہے

قولہ تعالٰی:

اَلرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰى (5) (پارہ 16 سورہ طہ)

ترجمہ:

وہ بڑا مہربان ہے، اس نے عرش پر استواء فرمایا جیسا اس کی شان کے لائق ہے

اور نزول کی احادیث اور اسکے علاوہ ان تمام سے تشبیہ کا وھم پیدا ہوتا ہے لہذا بندے پر واجب ہے کہ ان ان تمام پر بغیر تشبیہ بغیر تاویل کہ ایمان لاے اور انکا علم اللہ تعالٰی کی طرف سپرد

کر دے اور کہے میں ایمان لایا اس پر جو اللہ عزوجل نے فرمایا اور اسکے اخری رسول (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) نے فرمایا اس معنی کے ساتھ ایمان لائے جو اللہ تعالٰی اور اسکے آخری رسول (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) نے مراد لیا

یہی طریقہ سلامتی کی طرف لے جانے والا ہے اور اس طریقے سے متصف ہونے والوں کی اللہ تعالٰی نے قرآن مجید میں تعریف فرمائی ہے:

وَالرّٰسِخُوْنَ فِی الْعِلْمِ یَقُوْلُوْنَ اٰمَنَّا بِهٖ-كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ رَبِّنَاۚ-وَ مَایَذَّكَّرُ اِلَّاۤ اُولُوا الْاَلْبَابِ(7)(پارہ3 سورہ آل عمران)

ترجمہ:

اور پختہ علم والے کہتے ہیں کہ ہم اس پر ایمان لائے، یہ سب ہمارے رب کی طرف سے ہے اور عقل والے ہی نصیحت مانتے ہیں۔

اسی طریقے پر صحابہ کرام علیہم الرضوان تابعین ائمہ مسلمین امام شافعی امام احمد بن حنبل حضرت سفیان حضرت ابن مبارک اور انکے علاوہ وہ حضرات جنکی پیروی واجب ہے اور انکے راستے کی اتباع واجب ہے ان تمام کا اس طریقے پر عمل ہے.

القاعدة الثانی

فی الکلام فی الانبیاء

والملائکة والائمة والصحابة

وفیها اربعة فصول

الفصل الاول

فی اثبات النبوات

سوال: انبیائے کرام علیہم السلام کا نبوت کے دعویٰ میں سچا ہونے پر کیا دلیل ہے؟

جواب: انبیاء کرام علیہم الصلوۃ والسلام کے ہاتھ پر جو معجزات ظاہر ہے وہ انبیاء کرام علیہم السلام کے سچے ہونے پر دلیل ہے

جیسا کہ اللہ تبارک وتعالی نے ارشاد فرمایا

لَقَدۡ اَرۡسَلۡنَا رُسُلَنَا بِالۡبَیِّنٰتِ (الحدید:25)

(بیشک ہم نے اپنے رسولوں کو روشن دلیلوں کے ساتھ بھیجا)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ہر نبی کو جو بھی نشانیاں عطا کی گئی وہ اسی کی مثل ہے جس پر ایک عام انسان ایمان لے آتا ہے۔

سوال: انبیاء کرام علیہم الصلوۃ والسلام کو دنیا میں بھیجنے کی کتنی اور کون کونسی حکمتیں ہیں؟

جواب: انبیاء کرام علیہ صلاۃ وسلام کو دنیا میں بھیجنے کی تین حکمتیں ہیں۔

(1)

لوگوں کی عقل مختلف ہے اور لوگوں کے مذھب جدا ہے تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے انبیاء کرام علیہم السلام کو اس لیے بھیجا تاکہ انبیاء کرام علیہم السلام اس چیز کو بیان کر دے جس میں لوگوں نے اختلاف کیا۔ اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا

:كَانَ النَّاسُ اُمَّةً وَّاحِدَةً-فَبَعَثَ اللّٰهُ النَّبِيّٖنَ مُبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ۪-وَاَنْزَلَ مَعَهُمُ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ لِيَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ فِيْمَا اخْتَلَفُوْا فِيْهِؕ(البقرۃ:213)

(تمام لوگ ایک دین پر تھے تو اللہ نے انبیاء بھیجے خوشخبری دیتے ہوئے اور ڈر سناتے ہوئے اور ان کے ساتھ سچی کتاب اتاری تاکہ وہ لوگوں کے درمیان ان کے اختلافات میں فیصلہ کر دے)

(2)

اللہ تبارک وتعالی نے مخلوق کو اس لیے پیدا کیا تاکہ اللہ کی عبادت کریں اور ان کے لیے قانون بنائے یعنی امر و نھی تاکہ وہ اس پر ٹھریں اور انبیاء کرام کو اپنے اور اپنے بندوں کے درمیان واسطہ بنایا تاکہ وہ اللہ تبارک وتعالی کی طرف عطاکردہ شریعت کو مخلوق تک پہنچادیں اگر اللہ تبارک وتعالیٰ انبیاء کرام علیہم السلام کو نہیں بھیجتا تو ضرور مخلوق گمراہ ہو جاتی اور مخلوق نہیں جانتی کہ وہ کیسے اللہ کی عبادت کریں اور وہ (مخلوق) نہیں جانتی کہ وہ کیا کریں کیا چھوڑے ۔اللہ پاک نے ارشاد فرمایا:

وَمَا نُرْسِلُ الْمُرْسَلِيْنَ اِلَّا مُبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَۚ(الانعام:48)

(اور ہم رسولوں کو اسی حال میں بھیجتے ہیں کہ وہ خوشخبری دینے والے اور ڈر سنانے والے ہوتے ہیں)

اور اسی وجہ سے اللہ پاک نے مخلوق پر رسولوں کی اطاعت کرنے کو واجب کر دیا۔ اللہ پاک نے ارشاد فرمایا:

وَ مآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا لِيُطَاعَ بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ(النساء:64)

(اور ہم نے کوئی رسول نہ بھیجا مگر اس لئے کہ اللہ کے حکم سے اس کی اطاعت کی جائے)

(3)

اللہ پاک نے انبیاء کرام علیہم السلام کو اس لیے مبعوث فرمایا تاکہ لوگوں پر حجت قائم ہو جائے ان کے عذر ختم ہو جائے جسے اللہ پاک نے ارشاد فرمایا:

وَ مَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا(الاسراء:15)

(اور ہم کسی کو عذاب دینے والے نہیں ہیں جب تک کوئی رسول نہ بھیج دیں۔)

ایک اور ارشاد گرامی ہے: (رُسُلًا مُّبَشِّرِيْنَ وَ مُنْذِرِيْنَ لِئَلَّا يَكُوْنَ لِلنَّاسِ عَلَى اللّٰهِ حُجَّةٌۢ بَعْدَ الرُّسُلِؕ-وَ كَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا(النساء:165)

(ہم نے) رسول خوشخبری دیتے اور ڈر سناتے (بھیجے) تاکہ رسولوں (کو بھیجنے) کے بعد اللہ کے یہاں لوگوں کے لئے کوئی عذر (باقی) نہ رہے اور اللہ زبر دست ہے، حکمت والا ہے

اسی وجہ سے اللہ پاک آخرت کے بارے میں ارشاد فرماتا ہے:

يٰمَعْشَرَ الْجِنِّ وَ الْاِنْسِ اَلَمْ يَاْتِكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ يَقُصُّوْنَ عَلَيْكُمْ اٰيٰتِىْ وَ يُنْذِرُوْنَكُمْ لِقَآءَ يَوْمِكُمْ هٰذَا(الانعام:130)

اے جنوں اور آدمیوں کے گروہ! کیا تمہارے پاس تم میں سے وہ رسول نہ آئے تھے جو تم پر میری آیتیں پڑھتے تھے اور تمہیں تمہارے آج کے اس دن کی حاضری سے ڈراتے تھے؟

الفصل الثانی فی اثبات خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم

سوال 01: اثبات خاتم النبیین علیہ السلام کی تمہید میں ذکر کئے گئے دعووں کو مع الدلائل سپرد قلم کریں؟

جواب: پہلا دعوی: اللہ تعالیٰ نے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو تمام جن وانس کی طرف مبعوث فرمایا۔

دلیل:(یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَیْكُمْ جَمِیْعًا)(الاعراف:158)

ترجمہ: اے لوگو میں تم سب کی طرف اس اللہ کا رسول ہوں۔

دوسرا دعوی: اللہ تعالیٰ نے تمام لوگوں پر پیارے آقا (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے لائے ہوئے دین اسلام میں داخل ہونا لازم قرار دیا۔

دلیل:(وَ مَنْ یَّبْتَغِ غَیْرَ الْاِسْلَامِ دِیْنًا فَلَنْ یُّقْبَلَ مِنْهُۚ-وَ هُوَ فِی الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ)(آل عمران: 85)

ترجمہ:

اور جو اسلام کے سوا کوئی دین چاہے گا وہ ہرگز اس سے قبول نہ کیا جائے گا اور وہ آخرت میں نقصان اٹھانے والوں سے ہے۔

تیسرا دعوی: اللہ تعالیٰ نے حضور اکرم (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے دین اور آپ کی شریعت کے ذریعے تمام ادیان اور تمام شریعتوں کو منسوخ کردیا۔

دلیل:(وَلٰكِنۡ رَّسُوۡلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ؕ -)(الاحزاب:40)

ترجمہ: محمد اللہ کے رسول ہیں اور سب نبیوں میں پچھلے۔

سوال02: حضور(صلی اللہ علیہ وسلم) کی نبوت ورسالت کے صحیح ہونے پر دلائل کو مصنف نے کتنی اور کون کونسی انواع میں بیان کیا؟

جواب: مصنف نے ان دلائل کو 5 انواع میں بیان کیا۔

(1) قرآن مجید سے استدلال کے ذریعے۔

(2) حضور کی ذات سے ظاہر ہونے والے واضح معجزات سے استدلال کے ذریعے۔

(3) حضور کے کثیر فضائل ومناقب سے استدلال کے ذریعے۔

(4) حضور کی تشریف آوری سے قبل ظاہر ہونے والی علامات سے استدلال کے ذریعے۔

(5) حضور کی تشریف آوری کے بعد ظاہر ہونے والی علامات سے استدلال کے ذریعے۔

سوال03: حضور(صلی اللہ علیہ وسلم) کی نبوت کی صحت پر قرآن مجید سے استدلال کی مصنف نے کتنی اور کون کونسی صورتیں بیان کیں تحریر کیجیے۔

جواب: مصنف(علیہ الرحمۃ) نے قرآن سے استدلال کی کل 10 صورتیں بیان کیں۔

(1)

قرآن مجید کا کثیر فصاحت وبلاغت کی وجہ سے دیگر کلاموں سے ممتاز ہونا(جس کا خود عرب بھی اعتراف کرتے ہیں)اور اس کے آیات کے آخر کا قافیہ اور خوبصورت انداز ترکیب اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ یہ کلام اللہ ہے اور جس پر کلام اللہ اترے وہ نبی ہی ہو گا۔

نوٹ: بعض علماء نے فصاحت اور قافیہ کو الگ الگ صورت شمار کیا ہے۔

(2)

حضور(صلی اللہ علیہ وسلم)نے مخلوق کو قرآن کی مثل لانے کا چیلنج کیا جیسے قرآن میں بیان فرمایا:

وَاِنۡ كُنۡتُمۡ فِىۡ رَيۡبٍ مِّمَّا نَزَّلۡنَا عَلٰى عَبۡدِنَا فَاۡتُوۡا بِسُوۡرَةٍ مِّنۡ مِّثۡلِهٖ۪ وَادۡعُوۡا شُهَدَآءَكُمۡ مِّنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ اِنۡ كُنۡتُمۡ صٰدِقِيۡنَ(البقرۃ:23)

ترجمہ: اور اگر تمہیں کچھ شک ہو اس میں جو ہم نے اپنے ان خاص بندے پر اتارا تو اس جیسی ایک سورت تو لے آؤ اور اللہ کے سوا اپنے سب حمائتیوں کو بلالو اگر تم سچے ہو۔

تو اگرچہ وہ قرآن سے چیلنج کے بڑے دعویدار، اور اس کو جھٹلانے پر بہت حریص اور بہت فصیح وبلیغ بھی تھے مگر وہ ایسا کلام نہ لاسکے، ثابت ہوا قرآن ایسی کتاب ہے جس پر بشر قادر نہیں اور قادر بھی نہیں ہو گی جیسا کہ اللہ نے فرمادیا:

قُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَ الْجِنُّ عَلٰۤى اَنْ یَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا یَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَ لَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِیْرًا(الاسراء:88)

ترجمۂ کنزالایمان: تم فرماؤ اگر آدمی اور جن سب اس بات پر متفق ہو جائیں کہ اس قرآن کی مانند لے آئیں تو اس کا مثل نہ لاسکیں گے اگرچہ ان میں ایک دوسرے کا مددگار ہو۔

لہذا قرآن کلام اللہ ہے۔

(3)

قرآن نے پچھلی امتوں اور انبیاء وغیرہ کی حکایات کی ایسی حکایات بیان کیں جو بغیر وحی کے نہیں جانی جاسکتیں، تو پتہ چلا کہ قرآن کلام اللہ ہے۔

جیسے اللہ تعالی نے فرمایا:

تِلْكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَیْبِ نُوْحِیْهَاۤ اِلَیْكَۚ-مَا كُنْتَ تَعْلَمُهَاۤ اَنْتَ وَ لَا قَوْمُكَ مِنْ قَبْلِ هٰذَا ﳍ فَاصْبِرْ ﳍ اِنَّ الْعَاقِبَةَ لِلْمُتَّقِیْنَ (هود:49)

ترجمۂ کنزالایمان:

یہ غیب کی خبریں ہیں کہ ہم تمہاری طرف وحی کرتے ہیں انہیں نہ تم جانتے تھے نہ تمہاری قوم اس سے پہلے تو صبر کرو بیشک بھلا انجام پرہیزگاروں کا۔

(4)

قرآن نے ایسی غیب کی خبریں دیں جو بعد میں اسی کے مطابق واقع ہوئی جیسے فرمایا: لِیُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّیْنِ كُلِّهٖ ۙ (التوبۃ:33) (کہ اسے سب دینوں پر غالب کرے)۔ اور فرمایا: لَتَدْخُلُنَّ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ (الفتح:27) (بے شک تم ضرور مسجد حرام میں داخل ہو گے)

اسی طرح قرآن نے لوگوں کی پوشیدہ دلوں کی باتوں کی خبر دی جیسے فرمایا: یُحَرِّفُوْنَ الْکَلِمَ (النساء:46) (کچھ یہودی کلاموں کو ان کی جگہ سے پھیرتے ہیں)

اور فرمایا:

وَ یَقُوْلُوْنَ فِیْٓ اَنْفُسِهِمْ (المجادلۃ:8)

(اور اپنے دلوں میں کہتے ہیں)

تو ان چیزوں کو اللہ کے بتائے بغیر نہیں جانا جاسکتا، ثابت ہوا قرآن کلام اللہ ہے۔

(5)

قرآن نے عقائد کا علم دیا جیسا کہ ذات وصفات باری تعالی اور آخرت کے احوال وغیرہ اور بہت امتوں کا قطعی دلائل سے رد کیا، یہ ایسی چیزیں ہیں کہ انسانی عقل یہاں تک پہنچنے سے قاصر ہے اور وحی الہی سے ہی ایسی چیزیں پتہ چل سکتی ہیں تو ثابت ہوا کہ قرآن کلام اللہ ہے۔

(6)

قرآن کا حلال وحرام جیسے احکام بیان کرنا اور بلند اخلاق کا ایسا درس دینا جس دنیا وآخرت کی بھلائی ہے، یہ اس کے کلام اللہ ہونے کی واضح دلیل ہے۔

(7)

قرآن کا تغیر و تبدل سے پاک ہونا اس کے کلام اللہ ہونے کی دلیل ہے جیسے ارشاد فرمایا:

اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَ اِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ (الحجر:09)

ترجمہ:

بیشک ہم نے اتارا ہے یہ قرآن اور بیشک ہم خود اس کے نگہبان ہیں۔

(8)

قرآن کا حفظ کے لیے آسان ہونا اس کے کلام اللہ ہونے کی دلیل ہے جیسے فرمایا:

وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ (القمر:17)

(9)

قرآن کی کثرت تکرار کے باوجود سامع یا قاری کا اس سے بیزار نہ ہونا، اس کے کلام اللہ ہونے کی دلیل ہے۔

(10)

قرآن میں جس طرح کی دعائیں اور دم وغیرہ بیان کیے گئے کہ جن سے تمام امراض و آفات میں شفاء مل جاتی ہے، یہ اس کے کلام اللہ ہونے کی واضح دلیل ہے۔

سوال04: ان دس(10) طریقوں سے حضور کی صحت نبوت پر کس طرح استدلال کیا گیا ہے؟

جواب: ان دس(10) صورتوں میں قرآن کے ایسے اوصاف بیان کیے گئے کہ جو اس کے کلام اللہ ہونے پر دلالت کرتے ہیں جب قرآن کلام اللہ ہے تو اللہ تعالی اپنا کلام کسی نبی پر ہی نازل فرمائے گا، لہذا ثابت ہوا کہ حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) نبی ہیں۔

النوع الثانی

ان چیزوں کے بارے میں پے جو حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دست مبارک پر ظاہر ہوئی معجزات اور آیت ظاہرہ اور یہ کثیر ہیں اور بعض علماء فرماتے ہیں کہ یہ معجزات اور آیت ظاہرہ انکی تعداد ایک ہزار ہے اور بعض علماء فرماتے ہیں کہ اللہ عزوجل اپنے انبیاء کرام علیہم الرضوان کو جتنے معجزات عطا فرمائے ہیں انہی معجزات کی اقسام میں سے ان معجزات سے بہتر معجزات حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو عطا فرمائے ہیں

(حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو عطا کئے گئے معجزات کی اقسام)

1. حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے چاند کا شق ہونا۔

2. انگلیوں کے درمیان سے پانی کا جاری ہونا۔

3ت. ہوڑے کھانے سے صحابہ کرام علیہم الرضوان کی بڑی جماعت کو سیر کرنا

4. غیب کی خبریں دینا اور ان خبروں کا واقع کے مطابق واقع ہونا۔

5. کنکری کا آپکی ہتیلی مبارک میں تسبیح کرنا۔

6. پتھروں کا سلام عرض کرنا-

7. درخت کا آپکی بارگاہ میں آکر آپکی نبوت کی گواہی دینا-

8. ہرن اور گوہ کا آپ سے گفتگو کرنا اور آپکی نبوت کی گواہی دینا-

9. گدھے اور اونٹنی کا گفتگو کرنا اور نبوت کی گواہی دینا-

10. بھڑیا کا آپ کی نبوت کی گواہی دینا-

11. کھجور کے درخت کی ٹھنی کا اپکی جدائی کے وقت رونا-12. بچوں کا آپکی نبوت کی گواہی دینا-

13 حضرت قتادہ رضی اللہ تعالی عنہ کی آنکھ مبارک کو درست کرنا-

14. اللہ عزوجل کا حضور علیہ السلام کے لئے مردوں کو کو کرنا-

15. مردوں کا آپکی رسالت کی گواہی دینا-

16. اللہ تبارک وتعالی کا تمام معاملات میں حضور علیہ السلام کی دعا کو قبول فرمانا۔ مثلا: سورج کو غروب ہونے کے بعد لوٹانا بارش طلب کرنا وغیرہا

سوال: حضور علیہ السلام کے معجزات کی اقسام زینت قرطاس کریں؟

جواب: حضور علیہ السلام کے معجزات کی دو قسمیں ہیں.

(1)

جسکو ہم قطعی مانتے ہیں جیسے چاند کا شق ہونا کیونکہ قرآن مجید نے اس معجزے کے واقع ہونے کی صراحت کی ہے اسکے ظاہر کسی دلیل کی وجہ سے عدول کیا جاسکتا اور اس معجزے کا بیان صحیح احادیث میں بھی آیا ہے اسی طرح انگلیوں کے درمیان سے پانی کا بہنا تھوڑے کھانے سے کثیر افراد کو سیر اب کر دینا ان معجزات کو ثقہ راویوں نے روایت کیا ہے اور جم غفیر نے صحابہ کرام علیہم الرضوان سے روایت کیا ہے اور یہ معجزات بڑے مشاہدات اور بڑی محافل میں واقع ہوے ہیں۔

(2)

جن معجزات کے مجموعہ کے قطعی ہونے کا ہم یقین رکھتے ہیں لیکن علیحدہ علیحدہ ان کے قطعی ہونے کا ہم حکم نہیں لگاتے جیسا کہ غیب کی خبریں دینا دعا کا قبول ہونا یہ معجزات حضور علیہ السلام سے کثیر الوقوع ہیں مگر ہم ان معجزات کے مجموعے کے اعتبار سے قطعی ہونے کے قائل ہیں نا کہ فردا فردا۔

النوع الثالث

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت ورسالت پر جو تیسری قسم دلالت کرتی ہے وہ استدلال کرنا ہے ان فضائل اور عمدہ اخلاق سے جو اللہ تبارک وتعالی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا فرمائے۔۔ان فضائل میں سے بعض فضائل یہ ہیں۔

معزز نسب والا ہونا، خوبصورت چہرہ والا ہونا، کامل عقل والا ہونا، سمجھ کی درستگی والا ہونا، فصیح زبان والا ہونا، کثیر علم والا ہونا، کثرت عبادت والا ہونا، اچھے اخلاق والا ہونا، بردباری والا ہونا، صبر والا ہونا، شکر والا ہونا، ریاضت والا ہونا، انصاف والا ہونا، امانت دار ہونا، سچا ہونا، عاجزی

والا ہونا، در گزر کرنے والا ہونا، پاک دامن ہونا، سخی ہونا، بہادر ہونا، باحیاہونا، محبت کرنے والا ہونا، باعزت ہونا، باوفاہونا، صلح رحمی کرنے والا ہونا، شفقت فرمانے والا ہونا، وغیرہ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان تمام صفات اور اس کے علاوہ دیگر صفات کے جامع ہیں اور آپ بلند درجات پر فائز ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ان صفات سے متصف ہونے کو اھل اخبار نے بھی بغیر کسی اختلاف کے نقل کیا ہے اور جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کا مطالعہ کرے گا اس کے لیے یہ باتیں واضح ہو جائے گی

وَاِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ (القلم:4)

ترجمہ کنزالایمان

(اور بیشک تمہاری خوبو بڑی شان کی ہے۔)

اابوسفیان کی روم کے بادشاہ ھرقل کے ساتھ حدیث کی طرف نظر کرے۔یہ صحیح حدیث ہے اور اسکو امام بخآری اور ان کے علاوہ نے روایت کیا ہے حدیث یہ ہے کہ ھرقل نے ابو سفیان سے سوال کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے احوال واخلاق ونسب کے بارے میں میں۔تو جب ابوسفیان رضی اللہ تعالی عنہ نے خبر دی تو ھرقل نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی تصدیق کی۔۔

عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالی نے فرمایا کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے تو میں آپ کو دیکھنے کے لیے آیا جب میں نے آپ کے چہرے کو دیکھا۔تو پہچان لیا کہ یہ کسی جھوٹے کا چہرہ نہیں ہو سکتا۔۔

النوع الرابع

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت ورسالت پر جو چوتھی قسم دلالت کرتی ہے وہ یہ ہے کہ ان نشانیوں سے استدلال کرنا جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے پہلے ظاہر ہوئی جیسا کہ آپ کی پیدائش کے وقت نور کا نکلنا، کسری کے محلات کا ہل جانا، فارس کی آگ کا بجھ جانا وغیرہ ان نشانیوں میں سے حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کی دعا کا قبول ہونا بھی کہ انہوں نے دعا کی تھی کہ۔ اے اللہ! ان دونوں کی اولاد میں نبی کو بھیج: رَبَّنَا وَابۡعَثۡ فِيهِمۡ رَسُوۡلًا مِّنۡهُمۡ (البقرۃ:129)

ترجمہ کنز الایمان:

(اے رب ہمارے اور تو بھیج ان میں ایک رسول انہیں میں سے)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نسب کا ہر عیب سے محفوظ ہونا بھی آپ کے نبی ورسول ہونے پر دلالت کرتا ہے یہاںتک کے آپ اعلیٰ نسب سے تشریف لائے۔۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا (ان اللہ اختار من البشر آدم) الی آخر الحدیث۔۔ حضرت علی بن ابو طالب رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا کہ ہمارے نسب میں کوئی بھی زنا والی اولاد نہیں ہے تمام کے تمام نکاح والی اولاد ہے۔۔

اللہ تبارک وتعالی کا ہاتھی والوں کو مکے سے لوٹا دینا اور ان کو ہلاک کر دینا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے۔ یہ بھی آپ کی نبوت پر دلالت کرتا ہے:

اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِاَصْحٰبِ الْفِيْلِؕ(۱)اَلَمْ يَجْعَلْ كَيْدَهُمْ فِيْ تَضْلِيْلٍۙ(۲)وَّ اَرْسَلَ عَلَيْهِمْ طَيْرًا اَبَابِيْلَۙ(۳)تَرْمِيْهِمْ بِحِجَارَةٍ مِّنْ سِجِّيْلٍ(۴)فَجَعَلَهُمْ كَعَصْفٍ مَّاْكُوْلٍ(۵)(الفیل)

ترجمہ کنزالایمان:

اے محبوب کیا تم نے نہ دیکھا تمہارے رب نے ان ہاتھی والوں کا کیا حال کیا۔ کیا ان کا داؤں تباہی میں نہ ڈالا۔ اور ان پر پرندوں کی ٹکڑیاں بھیجیں۔ کہ انہیں کنکر کے پتھروں سے مارتے ۔تو انہیں کر ڈالا جیسے کھائی کھیتی کی پتی۔

اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے وقت جو علامت ظاہر ہوئی ان میں سے ایک علامت حضرت موسی علیہ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور دیگر انبیاء کرام علیہم السلام کا حضور کی بعثت پر اشارہ کرنا ہے:وَ اِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِیْثَاقَ النَّبِیّٖنَ لَمَاۤ اٰتَیْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّ حِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَ لَتَنْصُرُنَّهٗ(آلعمران:81)

ترجمہ کنزالایمان:

(اور یاد کرو جب اللہ نے پیغمبروں سے ان کا عہد لیا جو میں تم کو کتاب اور حکمت دوں پھر تشریف لائے تمہارے پاس وہ رسول کہ تمہاری کتابوں کی تصدیق فرمائے تو تم ضرور ضرور اس پر ایمان لانا اور ضرور ضرور اس کی مدد کرنا فرمایا کیوں تم نے اقرار کیا اور اس پر میرا بھاری ذمہ لیا سب نے عرض کی ہم نے اقرار کیا فرمایا تو ایک دوسرے پر گواہ ہو جاؤ اور میں آپ تمہارے ساتھ گواہوں میں ہوں)

ان علامتوں میں سے ایک علامت وہ بھی ہے جس کا ذکر تورات وانجیل میں موجود ہیں:اَلَّذِیْنَ یَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِیَّ الْاُمِّیَّ الَّذِیْ یَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِی التَّوْرٰىةِ وَ الْاِنْجِیْلِ(الاعراف:157)

ترجمہ کنزالایمان:

(وہ جو غلامی کریں گے اس رسول بے پڑھے غیب کی خبریں دینے والے کی جسے لکھا ہوا پائیں گے اپنے پاس توریت اور انجیل میں)

حضور کی بعثت کے وقت جو علامت ظاہر ہوئی ان میں سے ایک علامت آسمانوں کی شعلوں کے ذریعے حفاظت کرنا اور شیاطین کو چوری چھپے سننے کرنے سے روکنا ہے۔

وَّاَنَّا كُنَّا نَقۡعُدُ مِنۡهَا مَقَاعِدَ لِلسَّمۡعِ ؕ (الجن:9)

(اور یہ کہ ہم پہلے آسمان میں سننے کے لیے کچھ موقعوں پر بیٹھا کرتے تھے)

ان علامتوں میں سے ایک علامت وہ ہے جس کے بارے میں راہبوں اور پادریوں اور اہل کتاب کے عالموں کی خبریں مترادف ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صفات اور آپ کی امت کی صفات اور آپ کے نام اور آپ کی علامات کے بارے میں۔۔ ان میں سے ایک بحیرہ راہب کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو حضور کے بچپن میں پہچاننا ہے۔ اور جنہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو پہچانا ان میں سے زید بن عمرو بن نفیل ہے اور ورقہ بن نوفل ہے اور انکے علاوہ وہ شخص ہے جس نے کتابوں کو پڑھا۔ اور جن لوگوں نے حضور کے ذکر کو متقدمین موحدین کے اشعار میں پایا وہ تبع، اوس بن حارثہ، اور ان کے علاوہ دیگر ہیں۔ اور اللہ تبارک وتعالی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر کو جن جادوگروں کے ذریعے بلوایا وہ شق، سطیح، خنافر، سواد اور انکے علاوہ دیگر ہیں۔۔

النوع الخامس

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت ورسالت پر جو پانچویں قسم دلالت کرتی ہے وہ استدلال کرنا ہے ان نشانیوں سے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے بعد ظاہر ہوئی اوران علامتوں میں سے ایک علامت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کا بقیہ دینوں پر غالب آنا ہے: هُوَ الَّذِيٓ اَرۡسَلَ رَسُوۡلَهٗ بِالۡهُدٰى وَدِيۡنِ الۡحَقِّ لِيُظۡهِرَهٗ عَلَى الدِّيۡنِ كُلِّهٖ (التوبہ:33)

وہی ہے جس نے اپنا رسول ہدایت اور سچے دین کے ساتھ بھیجا کہ اسے سب دینوں پر غالب کرے پڑے برا مانیں مشرک۔

ایک علامت مشرق اور مغرب کا آپ کی امت کے لیے فتح ہونا ہے جیسا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا(زویت لی الارض فرأیت مشارقھا ومغارھاوان ملک امتی سیبلغ مازوی لی منھا)

اور تو دیکھ کیسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی امت قیصر وکسریٰ کی بادشاہت پر غالب آئی اور ان کی بڑی بڑی بادشاہت اور کثیر لشکر جڑ سے ختم ہوگئی اور اس پر کوئی ایک بھی طاقت نہیں رکھتا سوائے اللہ تبارک وتعالی کے حکم سے۔

اور نشانیوں میں سے ایک نشانی روئے زمین پر آپ کے دین کا باقی رہنا ہے اور شریعت کا محفوظ ہونا ہے اور ان علامتوں میں سے ایک علامت آپ کی امت کا کثیر ہونا اور آپ کے پیروکاروں کا کثیر ہونا اور لوگوں کا آپ کی دین میں گروہ در گروہ داخل ہونا ہے۔کسی بھی نبی کی امت آپ کی امت کی کثرت کو نہیں پہنچی۔جیسا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا (وانی لارجو ان اکون اکثرھم تابعایوم القیامہ)

اور ان علامتوں میں سے ایک علامت وہ ہے جو آپ کے اصحاب پر ظاہر ہوئی یعنی بر کتیں اور بڑے بڑے علوم، دین میں سمجھ، گفتگو میں حکمت، تقوی وغیرہ۔۔

اور ایک علامت وہ ہے جو آپ کی امت کے نیک لوگوں پر ظاہر ہو یعنی کرامات اور دعاؤں کا قبول ہونا اور اچھے اخلاق والا ہونا۔۔۔ یہ چیزیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صدق پر دلالت کرتی ہے اور اللہ کی بارگاہ میں آپ کے معزز ہونے پر دلالت کرتی ہے۔

سوال: یہودیوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا انکار کیوں کیا؟

جواب: یہودیوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا انکار حسد کی وجہ سے اور حق کو جھٹلانے کی وجہ سے کیا۔

سوال: بداء کا معنی بیان کریں؟

جواب: ایک چیز کا حکم دینا پھر اس میں غلطی ظاہر ہونے کے بعد دوسری جس چیز کا حکم دینا۔

سوال: یہودیوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر کیا اعتراض کیا؟ نیز کتنے طریقوں سے انکے اعتراض کا جواب دیا گیا ہے؟

جواب: یہودیوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر اعتراض یہ کیا کہ (اگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کو مان لیں تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی شریعت منسوخ ہو جائے گی اور اس سے بداء کا عقیدہ لازم آئیگا اور اللہ پاک کے لیے بداء کا عقیدہ ماننا جائز نہیں؟

(اس اعتراض کا جواب سات (07) طریقوں سے دیا گیا ہے)

پہلا طریقہ یہ ہے کہ

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی شریعت کے منسوخ ہونے سے بداء کا عقیدہ لازم نہیں آتا کیونکہ اگر کوئی بادشاہ اپنے غلام کو ایک کام کا حکم دے اور وہ کام پورا کرلے۔ پھر بادشاہ کسی دوسرے کام کا حکم دے تو اس کو کوئی بھی بداء نہیں کہتا تو اسی طریقے سے اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے بندوں کو ایک شریعت دی اس کے بعد دوسری شریعت عطا فرمادی تو لہٰذا اس سے بھی کوئی بداء کا عقیدہ لازم نہیں آتا۔

جیسا کہ انسان پہلے منی تھا پھر اس کے بعد گوشت کا لوتھڑا ہوا پھر اس کے بعد مختلف حالتوں میں بدلتا رہا۔

جیسا کہ اللہ پاک نے ارشاد فرمایا:

(وَ لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ طِیْنٍ(12)ثُمَّ جَعَلْنٰهُ نُطْفَةً فِیْ قَرَارٍ مَّكِیْنٍ(13)ثُمَّ خَلَقْنَا النُّطْفَةَ عَلَقَةً فَخَلَقْنَا الْعَلَقَةَ مُضْغَةً فَخَلَقْنَا الْمُضْغَةَ عِظٰمًا فَكَسَوْنَا الْعِظٰمَ لَحْمًاۗ-ثُمَّ اَنْشَاْنٰهُ خَلْقًا اٰخَرَؕ-فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخٰلِقِیْنَ(14)ثُمَّ اِنَّكُمْ بَعْدَ ذٰلِكَ لَمَیِّتُوْنَ(15)ثُمَّ اِنَّكُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ تُبْعَثُوْنَ(16)(**المؤمنون**)

(اور بیشک ہم نے انسان کو چنی ہوئی مٹی سے بنایا۔ پھر اس کو ایک مضبوط ٹھہراؤ میں پانی کی بوند بنایا پھر ہم نے اس پانی کی بوند کو جما ہوا خون بنادیا پھر جمے ہوئے خون کو گوشت کی بوٹی بنادیا پھر گوشت کی بوٹی کو ہڈیاں بنادیا پھر ہم نے ان ہڈیوں کو گوشت پہنایا، پھر اسے ایک دوسری صورت بنادیا تو بڑی برکت والا ہے وہ اللہ جو سب سے بہتر بنانے والا ہے۔ پھر اس کے بعد تم ضرور مرنے والے ہو پھر تم سب قیامت کے دن اٹھائے جاؤ گے)

اسی طرح نباتات کی حالتیں بدلتی رہتی ہیں جیسا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا:اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَسَلَكَهٗ یَنَابِیْعَ فِی الْاَرْضِ ثُمَّ یُخْرِجُ بِهٖ زَرْعًا مُّخْتَلِفًا اَلْوَانُهٗ ثُمَّ یَهِیْجُ فَتَرٰىهُ مُصْفَرًّا ثُمَّ یَجْعَلُهٗ حُطَامًاؕ-اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَذِكْرٰى لِاُولِی الْاَلْبَابِ(الزمر:21)

ترجمہ کنز العرفان:

(کیا تونے نہ دیکھا کہ اللہ نے آسمان سے پانی اتارا پھر اسے زمین میں موجود چشموں میں داخل کیا پھر اس سے مختلف رنگوں کی کھیتی نکالتا ہے پھر وہ کھیتی خشک ہو جاتی ہے تو تُو دیکھتا ہے کہ وہ پیلی پڑ جاتی ہے پھر اللہ اسے ٹکڑے ٹکڑے کر دیتا ہے، بیشک اس میں عقل مندوں کے لئے نصیحت ہے)

اسی طرح دن ورات کا بدلنا، ہر حالت کا اپنی گزشتہ حالت سے مختلف ہونا، یہ سب اللہ پاک کے ارادے سے ہوتا ہے۔

اللہ پاک نے ارشاد فرمایا: یَمْحُوا اللّٰهُ مَا یَشَآءُ وَ یُثْبِتُ ۚۖ-(الرعد:39)(اللہ جو چاہتا ہے مٹادیتا ہے اور برقرار رکھتا ہے)

لَا یُسْــٴَـلُ عَمَّا یَفْعَلُ وَ هُمْ یُسْــٴَـلُوْنَ (الانبیاء:23)

(اللہ سے اس کام کے متعلق سوال نہیں کیا جاتا جو وہ کرتا ہے اور لوگوں سے سوال کیا جائے گا۔)

دوسرا طریقہ یہ ہے کہ

جس طرح دیگر انبیاء کرام علیہم السلام کی شریعت نے گذشتہ شریعت کو منسوخ کر دیا جیسا کہ حضرت آدم علیہ السلام کے زمانے میں ضرورت نسل کی وجہ سے بہن بھائیوں کا آپس میں نکاح جائز تھا پھر اس کے بعد ختم ہو گیا اسی طریقے سے حضرت موسی علیہ السلام کی شریعت بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت سے منسوخ ہو گئی۔۔

تیسرا طریقہ یہ ہے کہ

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خبر دی تو یہودیوں کا حضرت موسی علیہ السلام کی تصدیق کرنا لازم ہو گیا اور وہ یہودی خود حضور کی بعثت سے پہلے حضور کی خبر دیا کرتے تھے جیسا کہ اللہ پاک نے ارشاد فرمایا: وَكَانُوْا مِنْ قَبْلُ يَسْتَفْتِحُوْنَ عَلَى الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۚ (البقرۃ:89)

(اور اس سے پہلے یہ اسی نبی کے وسیلہ سے کافروں کے خلاف فتح مانگتے تھے)

اور اس سے پہلے وہ اسی نبی کے وسیلہ سے کافروں پر فتح مانگتے تھے

اور یہودیوں میں سے کثیر نے اس کا اعتراف کیا ان میں سے کچھ وہ ہیں جو اسلام لے آئے جیسے عبداللہ بن سلام اور کعب الاحبار اور ان کے علاوہ اور کچھ وہ ہیں کہ جنہیں اسلام لانے سے حسد اور ان پر بدبختی کے فیصلے نے روک دیا اللہ تعالی نے فرمایا

وَ الَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَعْلَمُوْنَ اَنَّهٗ مُنَزَّلٌ مِّنْ رَّبِّكَ بِالْحَقِّ(114:انعام پارہ7)

اور جن کو ہم نے کتاب دی وہ جانتے ہیں کہ یہ تیرے رب کی طرف سے سچ اترا ہے

اور اللہ تبارک و تعالی نے یہودیوں کی ایمان کو جانتے ہوئے ایمان نہ لانے پر ڈانٹ ڈپٹ کی تو فرمایا:

يٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَ اَنْتُمْ تَشْهَدُوْنَ(70)

يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تَلْبِسُوْنَ الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَ تَكْتُمُوْنَ الْحَقَّ وَ اَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ(71: آل عمران)

ترجمۂ کنز الایمان:

اے کتابیو اللہ کی آیتوں سے کیوں کفر کرتے ہو حالانکہ تم خود گواہ ہو۔

اے کتابیو حق میں باطل کیوں ملاتے ہو اور حق کیوں چھپاتے ہو حالانکہ تمہیں خبر ہے۔

چوتھا طریقہ یہ ہے کہ

دین اسلام تمام انبیائے کرام پر ایمان رکھنے کا تقاضہ کرتا ہے اور قرآن، تورات اور انجیل کی تصدیق بھی کرتا ہے لیکن دین یہودیت بعض انبیاء کرام پر ایمان رکھنے کا تقاضا کرتا ہے اور بعض کے انکار کرنے کا، کیوں کہ وہ حضرت عیسی علیہ السلام اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا انکار کرتے ہیں

حاصل کلام یہ ہے کہ تمام انبیاء پر ایمان لانا بعض پر ایمان لانے اور بعض کی تکذیب کرنے سے بہتر ہے اور یہ ہی اللہ کے فرمان کا مطلب ہے

قُوْلُوْٓا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْنَا وَ مَآ اُنْزِلَ اِلٰٓى اِبْرٰهٖمَ وَ اِسْمٰعِيْلَ وَ اِسْحٰقَ وَ يَعْقُوْبَ وَ الْاَسْبَاطِ وَ مَآ اُوْتِيَ مُوْسٰى وَ عِيْسٰى وَ مَآ اُوْتِيَ النَّبِيُّوْنَ مِنْ رَّبِّهِمْۚ-لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ٘-وَ نَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ(136: البقرہ)

ترجمۂ کنز الایمان:

یوں کہو کہ ہم ایمان لائے اللہ پر اور اس پر جو ہماری طرف اترا اور جو اتارا گیا ابراہیم و اسمٰعیل و اسحاق و یعقوب اور ان کی اولاد پر اور جو عطا کئے گئے موسٰی و عیسٰی اور جو عطا کئے گئے باقی انبیاء اپنے رب کے پاس سے ہم ان میں کسی پر ایمان میں فرق نہیں کرتے اور ہم اللہ کے حضور گردن رکھے ہیں۔

پانچواں طریقہ یہ ہے کہ

یہودی، نصرانی اور عربی نے ابراہیم علیہ السلام کی تعظیم پر اتفاق کیا اور دین اسلام وہ دین ابراھیم ہی ہے تو ان پر حضرت ابراہیم کی پیروی کرنا واجب ہو گیا جیسا کہ اللہ پاک نے ارشاد فرمایا: مِلَّةَ اَبِیۡكُمۡ اِبۡرٰهِیۡمَ ؕ((الحج:78) (تمہارے باپ ابراہیم کا دین)

(اَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تُحَآجُّوْنَ فِیْۤ اِبْرٰهِیْمَ وَ مَاۤ اُنْزِلَتِ التَّوْرٰىةُ وَ الْاِنْجِیْلُ اِلَّا مِنْۢ بَعْدِهٖؕ-اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ)(65: آل عمران)

ترجمۂ کنزالعرفان:

اے اہلِ کتاب! تم ابراہیم کے بارے میں کیوں جھگڑتے ہو؟ حالانکہ توریت اور انجیل تو اتری ہی ان کے بعد ہے۔ تو کیا تمہیں عقل نہیں؟))

تو لھذا ان پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا اقرار کرنا بھی لازم ہو گیا۔

چھٹا طریقہ یہ ہے کہ

جب یہود و نصاریٰ میں سے اہل کتاب نے اپنے دین کو بدل دیا اور اس میں اختلاف کیا اور اللہ کی کتاب میں کچھ کم کر دیا اور کچھ بڑھا دیا اور انبیاء کرام علیہم السلام کو جھٹلایا اور اللہ کے ساتھ غیر اللہ کی عبادت کرنے لگے اور اللہ کی طرف اس چیز کو منسوب کیا جو اس کی شان کے لائق نہیں تھا اور اس کی نافرمانی میں حد سے بڑھ گئے یہاں تک کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے ان کو ایسا انجام دکھایا کہ ان کو بندر اور خنزیر بنا دیا۔۔ پھر اللہ تبارک و تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا تا کہ وہ اس چیز کو بیان کریں جس میں انہوں نے اختلاف کیا اور ان کو اندھیروں سے نکال کر روشنی کی طرف لے آئے۔ جیسا کہ اللہ پاک نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ یَقُصُّ عَلٰى بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ اَكْثَرَ الَّذِیْ هُمْ فِیْهِ یَخْتَلِفُوْنَ (النمل:76)

(بیشک یہ قرآن بنی اسرائیل سے اکثر وہ باتیں ذکر فرماتا ہے جس میں وہ اختلاف کرتے ہیں)

یٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ قَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلُنَا یُبَیِّنُ لَكُمْ كَثِیْرًا مِّمَّا كُنْتُمْ تُخْفُوْنَ مِنَ الْكِتٰبِ وَ یَعْفُوْا عَنْ كَثِیْرٍ (المائدۃ:15)

(اے اہلِ کتاب! بیشک تمہارے پاس ہمارے رسول تشریف لائے، وہ تم پر بہت سی وہ چیزیں ظاہر فرماتے ہیں جو تم نے (اللہ کی) کتاب سے چھپا ڈالی تھیں اور بہت سی معاف فرما دیتے ہیں)

ساتوں طریقہ یہ ہے کہ اگر یہودیوں کے لئے آخرت میں کوئی سعادت ہوتی تو وہ ضرور موت کی تمنا کرتے تا کہ وہ اس سعادت تک پہنچ جائے حالانکہ انہوں نے موت کی تمنا نہیں کی اور وہ کر بھی نہیں سکتے تو لہذا یہ بات ان کے قول کے باطل ہونے پر دلالت کرتی ہے جیسا کہ اللہ

پاک نے ارشاد فرمایا:قُلْ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ هَادُوْۤا اِنْ زَعَمْتُمْ اَنَّكُمْ اَوْلِیَآءُ لِلّٰهِ مِنْ دُوْنِ النَّاسِ فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ(الجمعہ:6)

ترجمۂ کنزالعرفان:

تم فرماؤ:اے یہودیو!اگر تمہیں یہ گمان ہے کہ صرف تم اللہ کے دوست ہو دوسرے لوگ نہیں،توذرا مرنے کی تمنا کرو اگر تم سچے ہو۔

وَ لَا یَتَمَنَّوْنَهٗۤ اَبَدًۢا بِمَا قَدَّمَتْ اَیْدِیْهِمْؕ-وَ اللّٰهُ عَلِیْمٌۢ بِالظّٰلِمِیْنَ(الجمعۃ:7)

ترجمۂ کنزالعرفان:

اور وہ کبھی موت کی تمنا نہیں کریں گے اُن اعمال کے سبب جو اُن کے ہاتھ آگے بھیج چکے ہیں اور اللہ ظالموں کو خوب جانتا ہے۔

الفصل الثالث

فی الملائکۃ

سوال: کیا فرشتے اللہ کے بندے ہیں؟

جواب: جی ہاں

سوال: فرشتوں کا اللہ کے یہاں کیا مقام ہے، نیز فرشتے اللہ کی کون کونسی عبادت کرتے ہیں؟ مع الدلائل بیان کریں

جواب: فرشتے اللہ کے نزدیک معزز بندے ہیں اللہ کی عبادت کرتے ہیں،

اس کی تسبیح بیان کرتے ہیں، اور اس کی اطاعت کرتے ہیں اور اس کی نافرمانی نہیں کرتے ہیں

اور اللہ کریم نے ان کی تعریف بیان فرمائی ہے اپنی کتاب میں: بَلْ عِبَادٌ مُّكْرَمُونَ (الانبیاء:26) ترجمہ: بلکہ (فرشتے) عزت والے بندے ہیں.

وَهُم مِّنْ خَشْيَتِهِ مُشْفِقُونَ (الانبیاء:28)

ترجمہ:

اور وہ اس کے خوف سے ڈر رہے ہیں.

وَمَنْ عِنْدَهٗ لَا یَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِهٖ وَلَا یَسْتَحْسِرُوْنَ یُسَبِّحُوْنَ الَّیْلَ وَالنَّهَارَ لَا یَفْتُرُوْنَ (الانبیاء:19-20)

ترجمہ: اور جو اللہ کے پاس ہیں وہ اس کی عبادت سے تکبر نہیں کرتے اور نہ تھکتے ہیں رات اور دن اس کی پاکی بیان کرتے ہیں، وہ سستی نہیں کرتے۔

سوال: فرشتوں کے ذمے میں کیا کیا کام مقرر ہیں؟

جواب: فرشتوں میں سے بعض انبیاء کرام کی طرف پیغام پہنچانے کے لئے لیے مقرر ہیں، بعض روح قبض کرنے پر مقرر ہیں ہیں، بعض بنی آدم پر حفاظت کے لئے مقرر ہیں اور بعض ان کے علاوہ پر مقرر ہیں،

سوال: کیا فرشتوں پر ایمان لانا واجب ہے اور اس پر قرآن اور حدیث سے دلیل پیش کریں؟

جواب: جی ہاں فرشتوں پر ایمان لانا واجب ہے اس پر قرآن وحدیث سے کثیر دلائل موجود ہیں ان میں سے بعض درج ذیل ہے،

قرآن سے دلیل:

(وَمَنْ یَّكْفُرْ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓىٕكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًۢا بَعِیْدًا) ترجمہ:

اور جو نہ مانے اللہ اور اس کے فرشتوں اور کتابوں اور رسولوں اور قیامت کو تو وہ ضرور دور کی گمراہی میں پڑا۔

حدیث پاک سے دلیل:

اَنْ تُؤمِنَ بِاللّٰہِ وَمَلَائِکَتِہٖ وَکُتُبِہٖ وَرُسُلِہٖ وَالْیَوْمِ الْآخِرِ، وَتُؤمِنَ بِالْقَدْرِ خَیْرِہٖ شَرِّہٖ، وَحُلْوِہٖ مُرِّہٖ (مسلم شریف)

الفصل الرابع

عن خلافۃ الراشدین

سوال: خلفاء راشدین کے نام تحریر کرتے ہوئے خلفاء راشدین کے بارے میں اہل سنت کا مذہب بیان کریں؟

جواب: خلفائے راشدین کے نام:

(1) حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ

(2) حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالی عنہ

(3) حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالی عنہ

(4) حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ

اور اہلسنت کا ان کے بارے میں مذہب یہ ہے کہ تمام انبیاء کرام اور رسولوں کے بعد لوگوں میں سب سے افضل خلفائے راشدین ہیں اور فضیلت کے اندر ان کے درجات کے ترتیب وہ ہے جو خلافت کے اندر ان کے درجات کی ترتیب ہے۔

سوال: پہلے خلیفہ کون ہے اور ان کی خلافت پر دلائل بیان کریں؟

جواب: پہلے خلیفہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ ہیں اور ان کی خلافت پر دلائل درج ذیل ہیں

حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے بعد حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ کی خلافت پر مسلمانوں کا اجماع ہے اور حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ کی خلافت کی طرف اشارہ فرمایا ہے بالخصوص جو آیا ہے حدیث صحیح کے اندر وہ حدیث پاک حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے اس عورت کے بارے میں جس سے حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر تو مجھے نہ پائے تو ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس چلی جانا اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث پاک میں ہے کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے ارشاد فرمایا

(یَاْبَی اللّٰہُ وَالْمُسْلِمُوْنَ اِلَّا اَبَابَکْرٍ)

ترجمہ: اللہ اور مسلمان ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ھی چاہتے ھی

سوال: دوسرے خلیفہ کون ہے اور ان کی خلافت پر دلائل بیان کریں؟

جواب: دوسرے خلیفہ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالی عنہ ہیں اور ان کے خلافت پر دلائل درج ذیل ہیں اور وہ یہ ہے کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ نے اپنے بعد آپ رضی اللہ تعالی عنہ کو خلیفہ بنایا اور آپ کی خلافت پر مسلمانوں کا اجماع بھی ہے اور حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے آپ کے خلافت کی طرف اشارہ فرمایا ہے جو کہ حدیث صحیح کے اندر مذکور ہے اور

وہ یہ ہے کہ حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے صحابہ اکرام سے ارشاد فرمایا کہ میرے بعد تم ان دونوں کی پیروی کرنا یعنی ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ کی۔

سوال: تیسرے خلیفہ کون ہے اور ان کے خلافت پر دلیل بیان کریں؟

جواب: تیسرے خلیفہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں اور ان کے خلافت پر دلائل درج ذیل ہیں

آپ رضی اللہ تعالی عنہ کی خلافت پر مسلمانوں کا اجماع ہے اور آپ کو اس اہل شوریٰ نے مقدم کیا جس کا حکم حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے اپنے بعد دیا آپس میں مشورہ کرنے کا پھر آپ کو ظلماً شہید کیا گیا اور آپ کو شہید کرنے میں کوئی بھی عزت والا شخص شریک نہیں تھا اور اس کے بارے میں حدیث پاک میں آیا ہے کہ حضور علیہ السلام نے ایک فتنے کا ذکر فرمایا اور فرمایا اس کے اندر اس مظلوم کو شہید کر دیا جائے گا یعنی حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالی عنہ کو

سوال: چوتھے خلیفہ کون ہے اور ان کے خلافت پر دلائل بیان کریں؟

جواب: چوتھے خلیفہ حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ ہیں جو شرافت اور فضیلت کے جامع ہیں اور حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے قریبی رشتہ دار ہیں اور زہد اور تقوی والے ہیں اور اسلام میں سبقت لے جانے والے ہیں اور بہت بہادر ہیں

آپ کی خلافت پر دلائل درج ذیل ہیں:

حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالی عنہ کی شہادت کے بعد آپ کی خلافت پر مسلمانوں کا اجماع ہے اور وہ مسلمان آپ کے امر اور نہی کے تحت داخل ہیں اور جو اس کے بعد فتنے پیدا ہوئے اور ان میں سے حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالی عنہ کے درمیان جو معاملہ ہوا ہے وہ بھی ہے حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ حق پر تھے اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالی عنہ خطائے اجتہادی پر تھے اور اس کے بارے میں سکوت بہتر ہے

سوال: اہل بیت نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کون لوگ مراد ہے؟

جواب: اہل بیت سے مراد حضور علیہ السلام کی ازواج مطہرات اور آپ کی اولادیں اور آپ کے قریبی رشتہ دار ہیں اور ہر وہ شخص جس پر صدقہ حرام ہیں وہ بھی اہل بیت میں شامل ہیں

سوال: تمام اہل بیت اور تمام صحابہ کرام کی فضیلت پر قرآن سے دلائل بیان کریں؟

جواب: ان کی فضیلت پر قرآن وحدیث میں کثیر دلائل موجود ہیں جن میں سے کچھ درج ذیل ہیں:

(1)

اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَ يُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا(33:الاحزاب)

ترجمہ: اے نبی کے گھر والو! اللہ تو یہی چاہتا ہے کہ تم سے ہر ناپاکی دور فرمادے اور تمہیں پاک کرکے خوب صاف ستھرا کردے

(2)

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ-وَ الَّذِیْنَ مَعَہٗۤ اَشِدَّآءُ عَلَی الْکُفَّارِرُحَمَآءُ بَیْنَہُمْ تَرٰہُمْ رُکَّعًا سُجَّدًا یَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰہِ وَ رِضْوَانًاؕ(الفتح:29)

ترجمہ: محمد اللہ کے رسول ہیں اور ان کے ساتھ والے کافروں پر سخت، آپس میں نرم دل ہیں۔ تُو انہیں رکوع کرتے ہوئے، سجدے کرتے ہوئے دیکھے گا، اللہ کا فضل و رضا چاہتے ہیں۔

القاعدة الثالثة

فی الکلام فی الدار الآخرة و

فیها

اربعة فصول

سوال: قاعدہ ثالثہ کا نام اس میں موجود فصلوں کی تعداد اور فصلوں کے نام تحریر کریں؟

جواب: قاعدہ ثالثہ کا نام

(آخرت کے بارے میں کلام کرنا)

قاعدہ ثالثہ میں تین فصلیں ہیں اور **فصل اول** آخرت کو ثابت کرنے کے بارے میں ہے **فصل ثانی** قیامت سے پہلے ہونے والے امور کے بارے میں ہے **فصل ثالث** یوم قیامت اور احوال قیامت کے بارے میں ہے

الفصل الاول

فی اثبات المعاد

سوال: اللہ عزوجل کا مردوں کو زندہ کرنا قیامت کے دن لوگوں کو حساب و کتاب سزا اور ثواب کیلیئے اٹھانا امر ممکن کیسے ہے دلیل سے بیان کریں؟

جواب: ان امور کے امر ممکن ہونے پر دلیل تین طریقوں سے دلالت کرتی ہے

وجہ اول:

اللہ تعالٰی اجسام کو فناء کرنے کے بعد دوبارہ زندہ کرنے پر قادر ہے جسطرح ابتداء اجسام کو زندہ کرنے پر قادر ہے

دلیل:1: قال اللہ تعالٰی:

قُلْ يُحْيِيْهَا الَّذِيْٓ اَنْشَاَهَآ اَوَّلَ مَرَّةٍ (**سورہ یٰسین آیت نمبر 79**)

ترجمہ: تم فرماؤ: ان ہڈیوں کو وہ زندہ کرے گا جس نے پہلی بار انہیں بنایا.

دلیل2: قال اللہ تعالیٰ:

اَیَحۡسَبُ الۡاِنۡسَانُ اَنۡ یُّتۡرَکَ سُدًیؕ(۳۶)اَلَمۡ یَکُ نُطۡفَۃً مِّنۡ مَّنِیٍّ یُّمۡنٰیۙ(۳۷)ثُمَّ کَانَ عَلَقَۃً فَخَلَقَ فَسَوّٰیۙ(۳۸)فَجَعَلَ مِنۡہُ الزَّوۡجَیۡنِ الذَّکَرَ وَ الۡاُنۡثٰیؕ(۳۹)اَلَیۡسَ ذٰلِکَ بِقٰدِرٍ عَلٰۤی اَنۡ یُّحۡیِۦَ الۡمَوۡتٰیؐ(۴۰)(سورہ القیامہ)

ترجمہ:

کیا آدمی اس گھمنڈ میں ہے کہ اسے آزاد چھوڑ دیا جائے گا۔ کیا وہ اس منی کا ایک قطرہ نہ تھا؟ جو گرایا جاتا ہے۔ پھر خون کا لوتھڑا ہو گیا تو پیدا فرمایا پھر ٹھیک بنایا۔ تو اس سے مرد اور عورت کی دو قسمیں بنائیں۔ کیا جس نے یہ سب کچھ کیا وہ مردوں کو زندہ کرنے پر قادر نہیں ہے؟

دلیل:3: قال اللہ تعالیٰ:

وَھُوَ الَّذِیۡ یَبۡدَؤُا الۡخَلۡقَ ثُمَّ یُعِیۡدُہٗ وَھُوَ اَھۡوَنُ عَلَیۡہِؕ -(الروم آیت نمبر 27)

ترجمہ: اور وہی ہے جو اول بناتا ہے پھر اسے دوبارہ بنائے گا اور (تمہاری عقلوں کے اعتبار سے) دوسری مرتبہ بنانا اللہ پر پہلی مرتبہ بنانے سے زیادہ آسان ہے

وجہ ثانی:

اللہ تعالی تمام آسمان اور زمین کو پیدا کرنے پر قدرت رکھتا ہے اور اسمان وزمین کو پیدا کرنا مخلوق کو پیدا کرنے سے زیادہ بڑا ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ مخلوق کو موت دینے کے بعد زندہ کرنے پر قادر ہے

دلیل: قال اللہ تعالیٰ:

اَوَ لَمْ یَرَوْا اَنَّ اللّٰہَ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ وَ لَمْ یَعْیَ بِخَلْقِهِنَّ بِقٰدِرٍ عَلٰۤی اَنْ یُّحْیِۦَ الْمَوْتٰی بَلٰۤی (الاحقاف:33)

ترجمہ:

کیا انہوں نے نہیں دیکھا کہ وہ اللہ جس نے آسمان اور زمین بنائے اور ان کے بنانے میں نہ تھکا، وہ اس بات پر قادر ہے کہ مردوں کو زندہ کرے؟ کیوں نہیں

وجہ ثالث:

اللہ تعالی نے جب زمین مردہ تھی تو بارش نازل کر کے اس کو زندہ کیا اور اس میں کھیتوں کو اگایا جب کھیت ناتھے اسی طرح اللہ تعالیٰ مخلوق کو موت کے بعد زندہ کرنے پر قادر ہے

دلیل: قال اللہ تعالیٰ

وَتَرَی الْاَرْضَ هَامِدَةً فَاِذَاۤ اَنْزَلْنَا عَلَیْهَا الْمَآءَ اهْتَزَّتْ وَ رَبَتْ وَ اَنْۢبَتَتْ مِنْ كُلِّ زَوْجٍۭ بَهِیْجٍ (الحج:05)

ترجمہ:

اور تو زمین کو دیکھے مرجھائی ہوئی پھر جب ہم نے اس پر پانی اتارا تر و تازہ ہوئی اور ابھر آئی اور ہر رونق دار جوڑا اُگا لائی۔

دلیل: قال اللہ تعالیٰ:

وَاَحْیَیْنَا بِهٖ بَلْدَةً مَّیْتًاؕ- كَذٰلِكَ الْخُرُوْجُ (ق:11)

ترجمہ: اور ہم نے اس سے مردہ شہر جِلایا یونہی قبروں سے تمہارا نکلنا ہے

دلیل: قال اللہ تعالیٰ:

وَ مَاۤ اَمْرُ السَّاعَةِ اِلَّا كَلَمْحِ الْبَصَرِ اَوْ هُوَ اَقْرَبُ (سورۃ النحل 77)

ترجمہ:

اور قیامت کا معاملہ صرف ایک پلک جھپکنے کی طرح ہے بلکہ اس سے بھی زیادہ قریب ہے

دلیل: قال اللہ تعالیٰ:

مَا خَلْقُكُمْ وَ لَا بَعْثُكُمْ اِلَّا كَنَفْسٍ وَّاحِدَةٍ. (سورۃ لقمان 28)

ترجمہ:

تم سب کا پیدا کرنا اور قیامت میں اٹھانا ایسا ہی ہے جیسا ایک جان

اللہ تعالیٰ کے اس فرمان پر نظر ڈالو یہ فرمان اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ باری تعالی قادر ہے حشر کے دن اٹھانے پر

سوال: قیامت کے دن دوبارہ اٹھائے جانے میں کیا حکمتیں ہیں مع الدلیل بیان کریں؟

جواب: پہلی حکمت یہ ہے کہ دنیا میں مختلف لوگ ہیں تو اللہ تعالیٰ انہیں قیامت کے دن اس لئے اٹھائے گا تاکہ اللہ تعالیٰ حق کو قائم کردے اور جس چیز میں لوگ اختلاف کرتے ہیں انکے مابین فیصلہ فرمادے۔

دلیل 1: قال اللہ تعالیٰ:

اِنَّ رَبَّكَ هُوَ يَفْصِلُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِيْمَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ (سورۃ السجدۃ:25)

ترجمہ: بیشک تمہارارب ان میں فیصلہ کر دے گا قیامت کے دن جس بات میں اختلاف کرتے تھے۔

دلیل 2: قال اللہ تعالیٰ:

لِيُبَيِّنَ لَهُمُ الَّذِىْ يَخْتَلِفُوْنَ فِيْهِ وَ لِيَعْلَمَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنَّهُمْ كَانُوْا كٰذِبِيْنَ (سورۃ النحل:39)

ترجمہ:

اس لیے کہ انہیں صاف بتادے جس بات میں جھگڑتے تھے اور اس لیے کہ کافر جان لیں کہ وہ جھوٹے تھے۔

دوسری حکمت: لوگوں میں نیک و گناہ گار مومن و کافر دونوں قسم کے لوگ ہیں تو اللہ تعالیٰ انہیں قیامت کے دن اس لئے اٹھاے گا تا کہ ہر ایک شخص کو اسکے عمل کی جزاء دے دے۔

دلیل 3: قال اللہ تعالیٰ:

لِيَجْزِىَ اللّٰهُ كُلَّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْؕ- اِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ (سورۃ ابراھیم:51)

ترجمہ: اس لیے کہ اللہ ہر جان کو اس کی کمائی کا بدلہ دے بیشک اللہ کو حساب کرتے کچھ دیر نہیں لگتی۔

اگر قیامت کے دن دوبارہ اٹھایا نہیں جائے اور لوگوں کو انکے اعمال کا بدلہ نہیں جائے تو اسطرح برے اور اچھے لوگوں میں کوئی فرق نہیں رہے گا کیونکہ یہ لوگ دنیا میں عذاب نا

ہونے کے معاملے میں برابر ہیں اور ایسا بھی ہوتا ہے کہ کئی مرتبہ کافر اور فاجر زیادہ اچھی حالت میں ہوتے ہیں تو اب ایک ایسے گھر کا ہونا ضروری ہے جس میں ان میں جزاء وغیرہ کے معاملے میں فرق کیا جاسکے۔

دلیل4:

قال اللہ تعالیٰ:

اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰکُمْ عَبَثًا وَّ اَنَّکُمْ اِلَیْنَا لَا تُرْجَعُوْنَ(سورۃ المؤمنون:115)

ترجمہ: تو کیا یہ سمجھتے ہو کہ ہم نے تمہیں بیکار بنایا اور تمہیں ہماری طرف پھرنا نہیں۔

دلیل5: قال اللہ تعالیٰ:

اَمْ حَسِبَ الَّذِیْنَ اجْتَرَحُوا السَّیِّاٰتِ اَنْ نَّجْعَلَهُمْ كَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ-سَوَآءً مَّحْیَاهُمْ وَ مَمَاتُهُمْؕ-سَآءَ مَا یَحْكُمُوْنَ۠(سورۃ الجاثیہ:21)

ترجمہ: کیا جنھوں نے برائیوں کا اِرتکاب کیا یہ سمجھتے ہیں کہ ہم اُنھیں ان جیسا کر دیں گے جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے کہ اِن کی اُن کی زندگی اور موت برابر ہو جائے کیا ہی بُرا حکم لگاتے ہیں۔

دلیل6:

قال اللہ تعالیٰ: اَفَنَجْعَلُ الْمُسْلِمِیْنَ كَالْمُجْرِمِیْنَؕ(سورۃ القلم:35)

ترجمہ: کیا ہم مسلمانوں کو مجرموں سا کر دیں۔

الفصل الثانی

فیما یکون قبل القیامۃ

سوال: موت اور قیامت کے دن کے درمیان بندے کے ساتھ کیا ہو گا؟ نیز قیامت دے پہلے واقع ہونے والی نشانیاں اور انکا حکم بیان کیجیے۔

جواب: موت اور قیامت کے دن کے درمیان بندے سے منکر نکیر کے سوالات ہوں گے اور عذاب قبر ہو گا۔

اور قیامت سے پہلے واقع ہونے والی نشانیوں میں سے چند درج ذیل ہیں:

1) دجال کا نکلنا

2) یاجوج ماجوج کا نکلنا

3) دابۃ الارض کا نکلنا

4) سورج کا مغرب سے نکلنا، وغیرہ۔

ان سب چیزوں پر ایمان لانا واجب ہے۔

سوال: عذاب قبر اور منکر نکیر کے سوالات کے حق ہونے پر دلائل سپرد قلم کریں۔

جواب: عذاب قبر کے حق ہونے پر اس آیت مبارکہ سے استدلال کیا گیا کہ اللہ پاک نے ارشاد فرمایا:

وحَاقَ بِاٰلِ فِرْعَوْنَ سُوْٓءُ الْعَذَابِ(45)اَلنَّارُ یُعْرَضُوْنَ عَلَیْهَا غُدُوًّا وَّ عَشِیًّاۚ-وَ یَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ-اَدْخِلُوْۤا اٰلَ فِرْعَوْنَ اَشَدَّ الْعَذَابِ(46)(سورۃ المؤمن)

ترجمہ کنز الایمان:

اور فرعون والوں کو برے عذاب نے آگھیرا۔ آگ جس پر صبح و شام پیش کئے جاتے ہیں اور جس دن قیامت قائم ہو گی حکم ہو گا فرعون والوں کو سخت تر عذاب میں داخل کرو۔

اللہ پاک نے پہلی اور دوسری آیت کی ابتدا میں فرمایا کہ فرعون والوں کو آگ نے آگھیرا اور وہ صبح شام آگ میں پیش ہوتے ہیں پھر اس کے بعد فرمایا کہ جب قیامت کا دن ہو گا تب بھی حکم ہو گا کہ انہیں عذاب میں داخل کرو، تو پتہ چلا کہ اس سے پہلے عذاب قیامت سے پہلے ہو رہا تھا اور ظاہر ہے وہ قبر میں تھے تو قبر ہی میں ہو رہا تھا لہذا ثابت ہوا کہ عذاب قبر حق ہے۔

اس کے حق ہونے پر کثیر صحیح احادیث کو صحابہ کی ایک جماعت نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا جیسے صحیح مسلم میں موجود ہے؛ آقا (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ارشاد فرمایا: تعوذوا باللہ من عذاب القبر: عذاب قبر سے اللہ کی پناہ چاہو (حق ہے تبھی پناہ کا ارشاد فرمایا ہے).

منکر نکیر کے سوالات کے حق ہونے پر بھی کثیر احادیث ہیں صحیح بخاری میں ایک طویل حدیث موجود ہے جس کی ابتدا مفہوماً کچھ اس طرح ہے؛ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب میت کو قبر میں رکھا جاتا ہے، اور اس کے ساتھی اسے چھوڑ جاتے ہیں تو فرشتے آکر اسے جھڑک کر اٹھاتے ہیں اور اس سے سوالات کرتے ہیں۔

نوٹ: حدیث مفہوما لکھی ہے مکمل حدیث کا حوالہ یہ ہے

(صحیح بخاری، کتاب الجنائز، حدیث 1374)

سوال: قیامت کی نشانیوں پر قرآن پاک سے دلائل بیان کریں۔

جواب: یاجوج ماجوج کا نکلنا:

حَتّٰۤى اِذَا فُتِحَتْ یَاْجُوْجُ وَ مَاْجُوْجُ وَ هُمْ مِّنْ كُلِّ حَدَبٍ یَّنْسِلُوْنَ(96)(پارہ17،الانبیاء)

ترجمۂ کنزالایمان: یہاں تک کہ جب کھولے جائیں گے یاجوج وماجوج اور وہ ہر بلندی سے ڈھلکتے ہوں گے۔

دابۃ الارض کا نکلنا:

وَ اِذَا وَقَعَ الْقَوْلُ عَلَیْهِمْ اَخْرَجْنَا لَهُمْ دَآبَّةً مِّنَ الْاَرْضِ تُكَلِّمُهُمْۙ-اَنَّ النَّاسَ كَانُوْا بِاٰیٰتِنَا لَا یُوْقِنُوْنَ(82)(پارہ20، سورۃ النمل)

ترجمۂ کنزالایمان: اور جب بات ان پر آپڑے گی ہم زمین سے ان کے لیے ایک چوپایہ نکالیں گے جو لوگوں سے کلام کرے گا اس لئے کہ لوگ ہماری آیتوں پر ایمان نہ لاتے تھے۔

سورج کا مغرب سے نکلنا:

يَوۡمَ يَاۡتِیۡ بَعۡضُ اٰيٰتِ رَبِّكَ لَا يَنۡفَعُ نَفۡسًا اِيۡمَانُهَا لَمۡ تَكُنۡ اٰمَنَتۡ مِنۡ قَبۡلُ اَوۡ كَسَبَتۡ فِیۡۤ اِيۡمَانِهَا خَيۡرًا‌ؕ قُلِ انْتَظِرُوۡۤا اِنَّا مُنۡتَظِرُوۡنَ(158)(پارہ08،سورۃ الانعام)

ترجمہ کنزالایمان:

جس دن تمہارے رب کی وہ ایک نشانی آئے گی کسی جان کو ایمان لانا کام نہ دے گا جو پہلے ایمان نہ لائی تھی یا اپنے ایمان میں کوئی بھلائی نہ کمائی تھی تم فرماؤ رستہ دیکھو ہم بھی دیکھتے ہیں۔

جمہور مفسرین نے فرمایا کہ آیت میں جو فرمایا گیا کہ "جس دن تمہارے رب کی وہ ایک نشانی آئے گی" اس سے مراد "آفتاب کا مغرب سے طلوع ہونا" ہے اور کثیر احادیث اس کی تائید کرتی ہیں۔(تفسیر صراط الجنان)

اور اسی دن توبہ کا دروازہ بند کر دیا جائیگا

الفصل الثالث

فی یوم القیامہ واحوالہ

سوال: قیامت کے دن ہونے والے کن امور کا تذکرہ شریعت میں ہوا اور انکا حکم کیا ہے؟ بیان فرمائیں؟

جواب: مصنف نے اس حوالے سے کتاب میں درج ذیل چیزوں کا تذکرہ کیا:

1)پل صراط

2)میزان

3)حساب

4)قصاص (بدلہ)

5) اعمال ناموں کا پڑھنا

6) نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کا حوض کوثر پر جانا

7) حضور کی شفاعت

8) اعضاء کا گواہی دینا۔

ان سب پر ایمان لاناواجب ہے۔

سوال: پل صراط اور میزان کے حق ہونے پر قرآن وسنت سے دلائل بیان کریں۔

جواب: 1۔پل صراط:

پل صراط کے حق ہونے پر اللہ تعالی قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے:

فَاهۡدُوۡهُمۡ اِلٰى صِرَاطِ الۡجَحِيۡمِ (الصافات: 23)

ترجمہ کنزالایمان:

ان سب کو ہانکو راہِ دوزخ کی طرف۔

اسی طرح ارشاد فرمایا:

وَاِنۡ مِّنۡكُمۡ اِلَّا وَارِدُهَا ۚ (مریم: 71)

ترجمہ کنزالایمان:

اور تم میں کوئی ایسا نہیں جس کا گزر دوزخ پر نہ ہو۔

ابن جزی فرماتے ہیں اس سے مراد پل صراط سے گزرنا ہے (التسہیل، صفحہ 496)

احادیث صحیحہ اس کے حق ہونت پر شاہد ہیں جیسے پیارے آقا (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ارشاد فرمایا: جہنم پر ایک پل کورکھا جائیگا، تو (بعض) مومنین اس پر سے پلک جھپکتے ہی گزر جائیں گے، بعض بجلی کی رفتار میں۔۔۔ الخ۔

(صحیح مسلم، کتاب الایمان، الحدیث 183)

2۔ میزان:

میزان کے حق ہونے کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: وَنَضَعُ الْمَوَازِيْنَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيٰمَةِ (الانبیاء:47)

ترجمہ: اور ہم عدل کی ترازوئیں رکھیں گے قیامت کے دن۔

اور فرمایا: وَالْوَزْنُ يَوْمَئِذِ الْحَقُّ ۚ (الاعراف:08)

ترجمہ: اور اس دن تول ضرور ہونی ہے۔

حدیث میں بھی ارشاد فرمایا گیا کہ: دو کلمات زبان پر ہلکے اور میزان پر بھاری ہوں گے، سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم۔

(بخاری، کتاب الدعوات، باب فضل التسبیح)

الفصل الرابع في الجنة والنار

سوال: اللہ تبارک وتعالی نے جنت اور دوزخ کو کس چیز کا گھر بنایا؟

جواب: اللہ تبارک وتعالی نے جنت کو نعمتوں اور ثواب کا گھر بنایا اور دوزخ کو عذاب اور عقاب کا گھر بنایا۔

سوال: جنت میں کون لوگ داخل ہوں گے اور انہیں کس قسم کی نعمتیں دی جائے گی اس کو قرآن وحدیث سے ثابت کریں.

جواب: جنت میں اہل سعادت یعنی مومنین داخل ہونگے اور اس میں انہیں مختلف قسم کی نعمتوں سے نوازا جائے گا جن میں سے کھانے پینے نکاح خدام اور پہننے اور اس کے علاوہ نعمتیں شامل ہیں جس پر قرآن پاک کی آیات اور احادیث دلالت کرتی ہیں

جیسا کہ اللہ تبارک وتعالی کا فرمان:

وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتٰنِ (سورۃ الرحمٰن:46)

ترجمہ: جو اپنے رب کے حضور کھڑے ہونے سے ڈرے اس کے لیے دو جنتیں ہیں

وَجَزٰىهُمْ بِمَا صَبَرُوْا جَنَّةً وَّحَرِيْرًا (سورۃ الدھر:12)

ترجمہ:

ان کے صبر کے سبب انہیں جنت اور ریشمی کپڑے بدلے میں دے گا

اس پر کثیر احادیث دلالت کرتی ہیں جن کو صحابہ کی ایک کثیر جماعت سے

روایت کیا گیا

سوال: کیا جنتیوں کو اللہ عزوجل کا دیدار ہو گا قرآن و حدیث سے ثابت کریں؟

جواب: جی ہاں اہل جنت کو اللہ تبارک و تعالی کا دیدار نصیب ہو گا اور اس پر اللہ عزوجل کے فرمان دلالت کرتا ہے:

وُجُوهٌ يَّوۡمَـئِذٍ نَّاضِرَةٌ (22) اِلٰى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ (23) (سورۃ القیامۃ)

ترجمہ: چہرے اس دن تر و تازہ ہوں گے۔ اپنے رب کو دیکھنے والے ہوں گے.

اور اس پر حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی کثیر صحیح حدیث دلالت کرتی ہیں جو اپنے اس معنی کے اندر واضح ہیں جو حضور علیہ الصلاۃ والسلام سے صحابہ کی ایک جماعت نے روایت کیا ان میں سے حضرت ابو ہریرہ حضرت جریر بن عبد اللہ بجلی حضرت صہیب اور ابن عمر اور ابو سعید خدری رضی اللہ عنھم اور ان کے علاوہ شامل ہیں.

سوال: جنت کی نعمتیں دائمی ہے یا منقطع ہونے والی ہے نیز اگر دائمی ہے تو اس پر کیا دلیل ہے

جواب: جنت کی نعمتیں ہمیشہ رہنے والی ہیں منقطع ہونے والی نہیں ہے اور اس پر قرآن پاک کی مندرجہ ذیل آیات دلالت کرتی ہیں

خٰلِدِيۡنَ فِيۡهَاۤ ابدا (سورۃ النساء: 57)

ترجمہ: (وہ) ان میں ہمیشہ رہیں گے

وَّمَا هُمۡ مِّنۡهَا بِمُخۡرَجِيۡنَ (سورة الحجر:48)

ترجمہ: اور نہ ہی وہ وہاں سے نکالے جائیں گے

لَا يَذُوۡقُوۡنَ فِيۡهَا الۡمَوۡتَ اِلَّا الۡمَوۡتَةَ الۡاُوۡلٰى ۚ (الدخان:56)

ترجمہ: اس میں پہلی موت کے سوا پھر موت کا ذائقہ نہ چکھیں گے

اس پر کثیر صحیح احادیث ہیں اور مسلمانوں کا اجماع ہے۔

سوال: جہنم کے اندر کون لوگ داخل ہوں گے اور انہیں کس قسم کے عذاب دیے جائیں گے ؟

جواب: جہنم کے اندر کفار اور گنہگار لوگ داخل ہوں گے اور انہیں اس میں مختلف قسم کے عذابات دیئے جائیں گے کہ جن کے بارے میں قرآن پاک کی کثیر جگہوں پر وارد ہوا ان میں سے اللہ تبارک وتعالی کا فرمان:

اِنَّ جَهَنَّمَ كَانَتۡ مِرۡصَادًا(21)لِّلطَّاغِيۡنَ مَاٰبًا(22)لّٰبِثِيۡنَ فِيۡهَاۤ اَحۡقَابًا(23) لَا يَذُوۡقُوۡنَ فِيۡهَا بَرۡدًا وَّ لَا شَرَابًا(24)اِلَّا حَمِيۡمًا وَّ غَسَّاقًا(25)جَزَآءً وِّفَاقًا(26)(سورة النبأ)

ترجمہ: بیشک جہنم تاک میں ہے۔ سرکشوں کے لئے ٹھکانہ ہے۔ اس میں مدتوں رہیں گے۔ اس میں کسی طرح کی ٹھنڈک کا مزہ نہ چکھیں گے اور نہ کچھ پینے کو۔ مگر کھولتا پانی اور دوزخیوں کی پیپ۔ برابر بدلہ ہو گا۔

اور اللہ تبارک وتعالی کے فرمان:

اِنَّاۤ اَعۡتَدۡنَا لِلظّٰلِمِيۡنَ نَارًا ۙ اَحَاطَ بِهِمۡ سُرَادِقُهَا ؕ (سورة الكهف:29)

ترجمہ:

بیشک ہم نے ظالموں کے لیے وہ آگ تیار کر رکھی ہے جس کی دیواریں انہیں گھیر لیں گی

اور اسی طرح کثیر صحیح احادیث بھی اس بات پر دلالت کرتی ہیں

سوال: کیا کفار جہنم کے اندر ہمیشہ رہیں گے یا وہ نکالے جائیں گے اگر ہمیشہ رہیں گے تو اس کو قرآن و حدیث سے ثابت کریں؟

جواب: کفار جہنم کے اندر داخل کیے جائیں گے اور وہ جہنم میں ہمیشہ رہیں گے وہ جہنم سے نکالے نہیں جائیں گے اس پر کتاب کی مندرجہ ذیل آیات دلالت کرتی ہیں

وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَهُمْ نَارُ جَهَنَّمَ ۚ لَا يُقْضٰى عَلَيْهِمْ فَيَمُوْتُوْا وَ لَا يُخَفَّفُ عَنْهُمْ مِّنْ عَذَابِهَا ؕ (سورة الفاطر:36)

ترجمہ:

اور جنہوں نے کفر کیا ان کے لیے جہنم کی آگ ہے، نہ ان پر قضا آئے کہ وہ مر جائیں اور نہ ان سے جہنم کا عذاب کچھ ہلکا کیا جائے گا

فَالْيَوْمَ لَا يُخْرَجُوْنَ مِنْهَا وَ لَا هُمْ يُسْتَعْتَبُوْنَ (سورة الجاثية:35)

ترجمہ:

تو آج نہ وہ آگ سے نکالے جائیں اور نہ ان سے اللہ کو راضی کرنے کا مطالبہ ہو گا۔

وكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَاۤ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ (سورة البقرة:39)

ترجمہ:

میری آیتوں کو جھٹلائیں گے وہ دوزخ والے ہوں گے، وہ ہمیشہ اس میں رہیں گے

کافروں کے جہنم میں ہمیشہ رہنے پر کثیر احادیث دلالت کرتی ہیں اور اس پر مسلمانوں کا اجماع ہے۔

سوال: کیا گناہ گار مومن بھی جہنم کے اندر داخل ہونگے؟

نیز کیا وہ جہنم کے اندر ہمیشہ رہیں گے یا وہ جہنم سے نکالے جائیں گے؟

جواب: وہ گناہ گار مومن کے جن کو اللہ تبارک وتعالیٰ اپنی رحمت سے معاف فرمادے وہ انہیں جہنم میں داخل نہیں فرمائے گا اور اس پر قرآن پاک کی یہ آیت دلالت کرتی ہے:

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَ يَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ ۚ(سورۃ النساء:48)

ترجمہ:

بیشک اللہ اس بات کو نہیں بخشتا کہ اس کے ساتھ شرک کیا جائے اور اس سے نیچے جو کچھ ہے جسے چاہتا ہے معاف فرمادیتا ہے۔

اور اس بات پر اللہ تبارک وتعالی کے وہ اوصاف دلالت کرتے ہیں کہ جن کو قرآن پاک کے اندر ذکر کیا گیا جیسا کہ اس کا رحیم ہونا غفور ہونا وغیرہ اور اس پر کثیر احادیث صحیحہ دلالت کرتی ہیں

نیز مومنین میں سے وہ جن سے اللہ تبارک وتعالی ان کے گناہوں کے سبب مواخذہ لے گا تو انہیں جہنم میں داخل کرے گا پھر وہ انہیں جہنم سے نکالے گا اپنی رحمت اور حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی شفاعت کی وجہ سے اور وہ جنت میں داخل فرمائے گا" مومنین کو اللہ تبارک وتعالی جہنم کے اندر ہمیشہ نہیں رکھے گا اور اس پر کتاب کی کثیر آیات دلالت کرتی ہیں جن میں سے اللہ تبارک وتعالی کا یہ فرمان

فَمَنۡ یَّعۡمَلۡ مِثۡقَالَ ذَرَّۃٍ خَیۡرًا یَّرَہٗ(سورۃ الزلزلۃ:7)

ترجمہ:

توجو ایک ذرہ بھر بھلائی کرے وہ اسے دیکھے گا۔

پس اگر مومنوں کو اللہ تبارک وتعالی ہمیشہ جہنم میں رکھے تو انہیں ان کے ایمان کا ثواب حاصل نہ ہو گا اور نہ ہی ان کے اچھے اعمال کا•

اور اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

وَیَغۡفِرُ مَا دُوۡنَ ذٰلِکَ لِمَنۡ یَّشَآءُ ۚ(سورۃ النساء:48)

ترجمہ:

اوراس سے نیچے جو کچھ ہے جسے چاہتا ہے معاف فرما دیتا ہے

اور کثیر صحیح احادیث سے بھی یہ ثابت ہے کہ مومنین جہنم کے اندر ہمیشہ نہیں رہیں گے کہ جن کو صحابہ کی ایک جماعت نے روایت کیا جن میں سے حضرت ابوہریرہ حضرت ابوسعید

خدری حضرت جابر بن عبد اللہ حضرت انس حضرت حذیفہ حضرت عمران بن حسین رضی اللہ عنہم اور دیگر ائمہ نے روایت کیا اور یہی اہل سنت کا مذہب ہے

الخاتمہ

سوال: خاتمہ میں کیا بیان کیا گیا ہے؟

جواب: خاتمہ میں چار وصیتیں دو تنبیہات اور دو سوالوں کا جواب ذکر کیا گیا ہے

سوال: چاروں وصیتیں تحریر کریں؟

جواب: **پہلی وصیت:**

قرآن عظیم کی تلاوت کرنا اس کی آیات میں غور و فکر کرنا اور اس کے معنی کو سمجھنا کیوں کہ قرآن ہی کے ذریعے قلوب منور ہوتے ہیں اور سینے کھلتے ہیں اللہ تبارک و تعالی ارشاد فرماتا ہے:

اِنَّ ھٰذَا الْقُرْاٰنَ یَھْدِیْ لِلَّتِیْ ھِیَ اَقْوَمُ (سورۃ بنی اِسرائیل:9)

ترجمہ:

بیشک یہ قرآن وہ راہ دکھاتا ہے جو سب سے سیدھی ہے

اور اللہ نے قرآن کا نام ہدایت رحمت نور شفاء ہر شیء کا بیان خوشخبری اور بصائر یعنی نشانیاں رکھا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا (مفہوم) قرآن میں تم سے پہلوں کی خبر ہے اور تمہارے بعد والوں کی خبر ہے اور تمہارے درمیان کا حکم ہے جو قرآن کے علاوہ میں ہدایت تلاش کرے گا اللہ اسے گمراہ کرے گا اور قرآن اللہ کی مضبوط رسی ہے اور ذکر حکیم صراط

مستقیم ہیں اور قرآن کے ذریعے خواہشات نہیں بھٹکتی اور زبانیں اس سے خلط ملط نہیں ہوتی علماء اس سے سیر نہیں ہوتے اور بار بار پڑھنے سے پرانا نہیں ہوتا اور اس کے عجائبات ختم نہیں ہوتی اور جب جنوں نے قرآن کو سنا تو انہوں یہ کہا:

قُلْ اُوْحِیَ اِلَیَّ اَنَّهٗ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الْجِنِّ فَقَالُوْۤا اِنَّا سَمِعْنَا قُرْاٰنًا عَجَبًایَّهْدِیْۤ اِلَى الرُّشْدِ فَاٰمَنَّا بِهٖؕ(سورۃ الجن:1۔2)

ترجمہ: اے حبیب! تم فرماؤ، میری طرف وحی کی گئی ہے کہ جنات کے ایک گروہ نے (میری تلاوت کو) غور سے سنا تو انہوں نے کہا: بیشک ہم نے ایک عجیب قرآن سنا۔ جو بھلائی کی طرف رہنمائی کرتا ہے تو ہم اس پر ایمان لائے

دوسری وصیت:

احادیث رسول صلی اللہ تعالی علیہ وسلم پڑھنا حضور کی سیرت کا مطالعہ کرنا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام کو سمجھنا اور سنت رسول کی پیروی کرنا

قال اللہ تعالی:

وَ النَّجْمِ اِذَا هَوٰى مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمْ وَمَاغَوٰی ومَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى (سورۃ النجم:1-3)

ترجمہ (تارے کی قسم، جب وہ اترے تمہارے صاحب نہ بہکے اور نہ ٹیڑھا راستہ چلے اور وہ کوئی بات خواہش سے نہیں کہتے) ایک اور جگہ

اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا:

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَ یَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْؕ(سورۃ ال عمران:31)

ترجمہ :

اے حبیب! فرمادو کہ اے لوگو! اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میرے فرمانبردار بن جاؤ اللہ تم سے محبت فرمائے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا۔

اور حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا میں نے تم میں دو باتوں کو چھوڑا تم ہر گز گمراہ نہ ھوگے جب تک ان کو مضبوطی سے پکڑے رہوگے کتاب اللہ اور میری سنت کو.

تیسری وصیت:

صحابہ و تابعین و سلف صالحین کی خبروں کو جاننا ان کی اقتداء کرنا اور بدعتی کاموں کو چھوڑنا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا میرے صحابہ ستاروں کی مانند ہیں ان میں سے جس کی بھی اقتداء کروگے ہدایت پاؤگے اور حضور سے فرقہ ناجیہ کے متعلق سوال ہوا تو فرمائے فرقہ ناجیہ وہ ہے جس پر میں اور میرے اصحاب ہیں حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے ارشاد فرمایا بدعتوں سے بچو کیونکہ یہ گمراہی ہے اور تم میں سے جو بدعتوں کو پالے تو اس پر میری اور میرے بعد ہدایت یافتہ خلفاء راشدین کی سنت کو پکڑنا لازم ہے سنتوں کو جبڑوں سے پکڑلو

چوتھی وصیت:

اللہ کا تقوی اختیار کرو اور نیکیوں پر ہمیشگی اختیار کرو اور گناہوں سے بچو کی یہ کام نور بصیرت کو زائد کر دیتے ہیں اسی طرح جیسے ان کاموں کا نہ کرنا دل کو ڈھانپ دیتا ہے اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا:

وَیَزِیْدُ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اھْتَدَوْا ھُدًی ط (سورۃ مریم:76)

ترجمہ:

اور ہدایت پانے والوں کی ہدایت کو اللہ اور زیادہ بڑھا دیتا ہے

ایک اور جگہ اللہ تعالی ارشاد فرماتا ہے:

اِنْ تَتَّقُوا اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّكُمْ فُرْقَانًا وَّ يُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ (سورۃ الأنفال:29)

ترجمہ:

اگر تم اللہ سے ڈروگے تو تمہیں حق و باطل میں فرق کر دینے والا نور عطا فرمادے گا اور تمہارے گناہ مٹادے گا

سوال: تنبیہات بیان کریں؟

جواب: پہلی تنبیہ:

غیر شرعی علوم قدیمہ میں مشغول نہ ہونا جیسے فلسفہ اور علم نجوم کیونکہ یہ اکثر طور پر ایمان کے کمزور ہونے دل کے سیاہ ہونے اور مومنوں کے دلوں میں بغض ڈالنے کا سبب بنتے ہیں اور اس کا فائدہ بھی کوئی نہیں اور نہ ہی انبیاء نے اس کی تعلیم دی اگر اس میں کچھ بھلائی ہوتی تو اللہ انبیاء کو ان علوم کے ساتھ مبعوث فرماتا اور حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے تو ان علوم کی کتابوں کو سمندر میں پھینکنے کا حکم دیا اور فرمایا اگر ان علوم میں کچھ خیر ہو تو قرآن میں اس سے زیادہ خیر ہے

دوسری تنبیہ:

مشکل امور میں نظر کرنے شبہات اور مشکلات میں مشغول ہونے کفار و بدعتی کے مذاہب کو ذکر کرنے سے بچے کیونکہ یہ کام دل میں یقین زائل کر کے شک ڈال دیتے ہیں اسی وجہ سے حضور علیہ السلام نے کثرت سوال اور تفتیش سے منع کیا اور فرمایا تم سے پہلے کی امتیں کثرت سوال اور انبیاء سے اختلاف کی وجہ سے ھلاک کیا گیا

سوال نمبر1: مخالفین کے رد اور ان کے اقوال کو باطل کرنے کے لیے کن چیزوں کی ضرورت پڑتی ہے ؟

جواب: مخالفین کی دو قسمیں ہیں۔

(1) کفار (2) بدعتی

جہاں تک کفار کا تعلق ہے تو قرآن کریم نے ان کے اقوال کو باطل کر دیا ہے ان میں باہم پھوٹ پڑنے اور ان کی گمراہی کو بیان کردیا ہے اور قرآن پاک اللہ تعالی کی اس کی مخلوق پر حجت ہے چنانچہ کفار کے رد میں اس کے ساتھ کسی اور چیز کی حاجت نہیں جہاں تک مبتدعین کا تعلق ہے تو چاہیے کہ ان کے اقوال کو نہ حکایت کیا جائے اور نہ ہی ان کی دلیل کو ذکر کیا جائے ہاں جب کوئی ضرورت ہو تو اس وقت ان کے رد میں مشغول ہوں جیسا کہ حضرت علی اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالی عنہما نے بھی خوارج کا رد کیا جب ان کے معاملہ پھیل گیا اور یہی وجہ ہے جس نے کہ آئمہ متکلمین میں سے امام ابوالحسن اشعری اور امام ابو بکر بن طیب کو اپنے زمانے میں بد مذہبوں کے گروہ ظاہر ہونے کی وجہ سے ان کے متعلق

کلام کرنے کی طرف بلایا اب ہمارے زمانے میں سابقہ آئمہ کی جدوجہد کی وجہ سے ان فتنوں کا وجود نہیں ہے لہذا ہمیں یہ چاہیے کہ نہ ان کے عقائد کی طرف توجہ کریں نہ دل میں ان کا خیال لایں او نہ ان کو سنا جائے اس لیے کہ یہ بغیر فائدے کے نقصان ہے۔

سوال نمبر2: دل میں بہت سے خیالات آتے ہیں شیطان بھی انسان کے دل میں برے خیالات پیدا کرتا ہے اور اس پر اشکال ڈالتا ہے تو جس کو یہ صورت پیش آئے وہ کیا کرے ؟

جواب:یہ ایک مرض ہے جس کی دوا کتاب وسنت میں واضح ہے اور وہ چار چیزوں کے ساتھ ہے جو درج ذیل ہیں:

(1)شیطان مردود سے اللہ تعالی کی پناہ مانگنا اور دل میں آنے والے اس خیال کو ختم کرنا اللہ تعالی ارشاد فرماتا ہے:

اِمَّا يَنْزَغَنَّكَ مِنَ الشَّيْطٰنِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ-اِنَّهٗ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ (الاعراف:200)

ترجمہ:

اے سننے والے !اگر شیطان کی طرف سے کوئی وسوسہ تجھے ابھارے تو) فوراً (اللہ کی پناہ مانگ، بیشک وہی سننے والا جاننے والا ہے

اوررسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو کوئی اپنے دل میں ایسی بات پائے تو وہ کہے اٰمَنْتُ بِاللّٰہِ ایک اور روایت میں ہے تو اسے چاہیے کہ اللہ تعالی کی پناہ طلب کرے اور اس پر توجہ نہ کرے

(2)

ذکر اللہ کرنا اللہ تبارک و تعالی ارشاد فرماتا ہے:

اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ(الرعد:28)

ترجمہ۔

ان لوگوں کو ہدایت دیتا ہے (جو ایمان لائے اور ان کے دل اللہ کی یاد سے چین پاتے ہیں ، سن لو !اللہ کی یاد ہی سے دل چین پاتے ہیں

(3)

دلائل میں غور و فکر کرنا اور براہین کو یاد کرنا اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

اِنَّ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا اِذَا مَسَّهُمْ طٰٓىِٕفٌ مِّنَ الشَّيْطٰنِ تَذَكَّرُوْا فَاِذَاهُمْ مُّبْصِرُوْنَ(الاعراف:201)

ترجمہ:

بیشک پرہیزگاروں کوجب شیطان کی طرف سے کوئی خیال آتا ہے تو وہ) حکمِ خدا (یاد کرتے ہیں پھر اسی وقت ان کی آنکھیں کھل جاتی ہیں

(4)

سنی عالم سے سوال کرنا اللہ تعالی ارشاد فرماتا ہے: فَسْـَٔلُوْۤا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ (النحل:43)

ترجمہ: اگر تم نہیں جانتے تو علم والوں سے پوچھو۔

غلطی هو سکتی هے اصلاح فرما دیجیے گا

جزاک اللہ خیرا

محمد مبشر محمود بن محمود احمد قادری

6 March 2022